رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا۔ جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

جلد ۱۴
۱۰ ستمبر ۱۹۱۰

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(قادیان دارالامان)

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ للعہ
خواص سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ
ہندوستان سے باہر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۶
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷۔ ۱۴۔ ۲۱۔ ۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی (تراب) مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

دل سے ہیں خدام ختم المرسلیںؐ
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دیچکے دل اب تن خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو یہ بھی فدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگوں تمہیں خوفِ عقاب
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ

(مسیح موعودؑ)

قبول اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اوعیسائیو اِدھر آؤ — نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ

جسقدر خوبیاں ہیں قرآں میں :: کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ
سر پہ خالق ہے اس کو یاد کرو :: یوں نہیں مخلوق کو نہ بہکاؤ

ناظرین عرصہ ۳ سال سے دارجیلنگ میں بندہ وعظ کے کام پر مشن کیطرف سے مقرر تہا۔ اور اس سے پیشتر نو یا دس برس تک اور اکثر شہروں میں اسی کام پر تعینات تہا۔ میرے والدین نے مذہب عیسائیت قبول کیا تہا۔ اسلئے بندہ کی تمام گذشتہ زندگی عیسائیت میں گذری۔ اور مذہبی تعلیم کو اچھی طرح سے حاصل کیا اور اپنے ایام ملازمت میں مسیحی مذہب کی خدمت اچھی طرح کرتا رہا اور بہت سی مخلوق خدا کو مذہب عیسائیت میں شامل کیا۔ دارجیلنگ میں آ کر خدا کریم نے مجھے اس اندہیرے سے نکالا جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ سے مذہبی مباحثہ ہوتا رہا۔ مگر آفتاب کے سامنے تاریکی کبھی فوقیت حاصل نہیں کر سکتی۔ آخر میں لاجواب ہو کر اپنے لایق پادریوں کی طرف رجوع ہوا۔ مگر پادری صاحبان سے سوائے اس جواب کے کہ "دعا مانگو" اور کچھ حاصل نہوا۔ یہی انجیل کہ تمام عمر پڑہتا رہا اسی انجیل نے مجھے جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے روشنی دکہا دی۔ بندہ ایک معقول تنخواہ پر جو کہ میرے گذارہ کے لئے کافی تھی بطور واعظ کے ملازم تہا۔ اپنی نوکری سے مستعفی ہوا۔ اور اپنے بہائی مجھے جنکا عیسائی نام ننہ مسیح تہا جنہوں نے میری طرح مذہب عیسائیت کی تعلیم اچھی طرح سے حاصل کی تھی۔ اور اکثر مدرسہ میں بطور معلم کے کام کیا تہا۔ اور اس وقت یہاں بمشاہرہ مبلغ ۱۵ ماہوار پر ملازم تھے۔ اور آپ بھی میرے ساتھ مباحثہ میں ہمیشہ شریک رہے۔ الحمد للہ بروز جمعہ بتاریخ ۱۵ جولائی ۱۹۱۰ء بمقام دارجیلنگ جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ بدست جناب منشی احمد میر صاحب نائب سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ ساکن امرتسر کڑہ قلعہ بہگیاں کے بخوشی اسلام قبول کیا۔ اور میرے ساتھ میری بیوی جو کہ مشن کی تعلیم یافتہ ہے اس نے بھی میری پیروی کی۔ میری والدہ و میرے دو لڑکے و ایک لڑکی بھی مشرف باسلام ہوئے۔ دعا کریں کہ خداوند کریم ہمکو توفیق عطا فرماوے۔ کہ جسطرح ہم اندہیرے کی طرف لوگوں کو رجوع کر رہے تھے۔ اب سچے اور برحق دین کیطرف مخلوق کو رجوع کریں۔ اور ہمارا انجام بھی اسی برحق دین میں ہو ہم تمام مسلمانان خصوصًا جناب ڈاکٹر عبد العزیز جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ ساکن جالندہر کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ کہ اُنہوں نے ہمیں تاریکی سے نکال کر روشنی اور سچائی کی طرف لے آئے۔

اصلی نام		اسلامی نام
شام لال برچہر	.. .. ..	محمد عبد العزیز
ننا مسیح	.. .. ..	محمد عبد الحمید
فضل مسیح	.. .. ..	فضل احمد
مقبول مسیح	.. .. ..	مقبول احمد

عورتوں کے نام

مریم۔ کنیز فاطمہ۔ خدیجہ

الراقم۔ محمد عبد العزیز و محمد عبد الحمید از کوہ دارجیلنگ

قرآن مجید کا اردو ترجمہ

قرآن مجید کے اردو ترجمہ کی ضرورت پر بحث کرنا میرا مقصد نہیں۔ قرآن مجید کے جس قدر ترجمے ہوں اور جسقدر ان کی اشاعت ہو یہ مبارک کام ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا کرے۔ اور اس خدمت کی اُسے توفیق ملے یہ فضل ہے۔ لیکن یہ کسقدر رشرم کی بات ہے کہ انسان محض دوکانداری کے طور پر دوسرے مستند اور مقبول عام ترجموں پر حرف گیری کرے۔ مولانا شاہ عبد القادر صاحب مرحوم کا ترجمہ قرآن مجید ایک مقبول ترجمہ ہے۔ اور جس خلوص نیت اور صدق کیساتھ شاہ صاحب نے قرآن مجید کی یہ خدمت کی ایسے دل بہت ہی کم لوگوں کو میسر آسکتے ہیں۔ اُس زمانہ میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنا کوئی آسان امر نہ تہا۔ علماء کی مخالفت اور عوام پر اسکا اثر جسقدر تہا وہ ایک ظاہر امر ہے۔ پہر ایسی حالت میں قرآن مجید کی جو خدمت شاہ صاحب نے کی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ آج قرآن مجید کے کتنے ہی ترجمے ہوں لیکن اس قبولیت کو وہ حاصل نہیں کر سکتے۔ مجھے نہایت افسوس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ شوکت میرٹھی نے قرآن مجید کے ایک جدید ترجمہ کی ضرورت پیسہ اخبار میں شایع کی ہے اور بجائے اس کے کہ وہ اپنے ترجمہ کی کوئی خاص خوبیاں بیان کرتے انہوں نے شاہ صاحب کے ترجمہ پر حملے کرنے شروع کیئے ہیں۔ یہ طریق جسقدر مذموم اور قابل نفرت ہے وہ عیاں ہے۔ شوکت صاحب پہلے شاہ صاحب کا سا اخلاص اور صدق پیدا کریں۔ غرض یہ نہایت مذموم اور مکروہ طریق ہے کہ اپنی دوکان چلانے کے لئے ایک برگزیدہ اور مسلم راستباز کی پاک

پاک شان پر حملہ کیا جاوے۔ شوکت صاحب اگر صرف ترجمہ کا ہی اعلان کرتے تو مجھے اسپر نوٹس لینے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر پھر اس پرانی بدعت نے سر نکالا ہے۔ جو اس سے پہلے بھی کئی بار چلی جا چکی ہے اور وہ یہ ہے

کہ بدوں متن ترجمہ شایع ہو

قرآن مجید کا ترجمہ متن کے بغیر شایع کرنا اس کی سخت توہین اور گستاخی ہے۔ اور مسلمانوں میں قرآن مجید کے مبارک کلام کو پڑھنے کے متعلق عام بد شوقی پیدا کرنے کی تحریک کرنا ہے اور یہی نہیں بلکہ یہ مقدمہ ہے عیسائیوں کیطرح کلام الہی کو خراب کرنے کا عیسائی قوم میں کلام الہی کو گم کر دینے کی آفت اسی راہ سے آئی۔ اور ترجمہ در ترجمہ ہوتے ہوتے اب کوئی جانتا بھی نہیں کہ اصل انجیل کس زبان میں تھی۔ تحریف تبدیلی بھی اسی راہ سے پیدا ہوئی۔ غرض یہ نہایت شرمناک کارروائی ہے۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ اس خرابی کا انسداد ہوا ہے۔ امید ہے کہ مسلمان قرآن مجید کی یہ بیعزتی گوارا نہ کرینگے کہ وہ ایک عام ترجمہ کی حیثیت سے شایع ہو۔ ترجمہ کو کلام الہی کہنا سخت غلطی ہے قرآن مجید کے ترجمہ کو بدوں متن شایع کرنے کی کبھی جرأت نہیں ہونی چاہیئے۔ شوکت صاحب اپنی تجدید میں اس امر کو داخل نہ کریں۔ اور مسلمانوں کو اپنے حال پر رہنے دیں۔

احمدی قوم کی دلشکنی اور قانون انگریزی کی ہتک

الحکم کی اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ گورنمنٹ عالیہ کی توجہ طلب مختصراً ان واقعات کو لکھا گیا ہے جو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ کے متعلق مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر صاحب کی بے اعتدالی سے پیش آئے۔ اس واقعہ نے پنجاب بھر میں ایک شور پیدا کر دیا ہے۔ اور احمدی قوم میں جو چار لاکھ سے زیادہ افراد کا مجموعہ ہے نہایت درد اور سخت رنج سے اس خبر کو سنا گیا ہے۔ احمدی قوم اپنی **وفاداری** اور فرماں پزیری کے اظہار سے گورنمنٹ سے کسی معاوضہ کی خواہشمند نہیں۔ اور گورنمنٹ پنجاب (جس کے حدود انتظامی کے اندر اس تحریک کا مرکز ہے) خوب جانتی ہے کہ احمدی جماعت جہاں تمام سرکاری تحریکوں میں اعانت کرنا۔ اپنا فرض جانتی ہے کہ انہیں کامیاب بنانے میں پوری کوشش کرتی ہے۔ وہاں اس کی طرف سے کبھی اس قسم کی خواہشیں اس کے سامنے نہیں رکھی گئی ہیں۔ جو دوسرے لوگوں کی طرف سے بعض اوقات مختلف رنگوں میں پیش کی جاتی ہیں۔ ان خواہشوں سے میری مراد خطابات کی خواہشیں یا اونچی عہدوں کی خواہشیں ہیں۔ احمدی جماعت اور اس کا بانی اور موجودہ **امام** گورنمنٹ کی اطاعت اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اور چونکہ یہ مذہبی جماعت ہے۔ اور مذہبی عملی زندگی پیدا کرنا اس کا اصل مقصد ہے ایسی صورت میں گورنمنٹ وقت کی اطاعت و وفاداری کی تعلیم دینا محض خدا تعالی کی رضا کے لئے ہے۔ نہ گورنمنٹ کو خوش کرنے کیلئے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اگر یہ حکم دیا جاوے کہ گورنمنٹ کی غداری کوئی جرم نہیں اور گورنمنٹ اس پر کوئی باز پرس نہیں کرے گی۔ تب بھی احمدی **گروہ** سے جو آواز نکلے گی **وہ گورنمنٹ کی اطاعت** ہی کی **آواز** ہوگی۔

اس لئے یہ وفاداری نمائشی نہیں **فطرتی** ہے اور یہی **سپرٹ** ہے۔ جو ہمارا **امام** پیدا کرنا چاہتا ہے۔ باوجود اس کے بھی۔ مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر اور شاہپور کے سول سرجن نے جو کارروائی حال میں کی ہے وہ نہایت شرمناک ہے۔ اس سے یہی نہیں کہ ایک کثیر التعداد وفادار رعایا کے دلوں کو سخت دکھ دیا گیا بلکہ اس کے ساتھ ہی

گورنمنٹ کے قانون کی سخت توہین کیگئی ہے

اور **تاج برطانیہ** کے اصول **عدل و انصاف** کو **کچل** ڈالا گیا ہے۔ اس واقعہ نے ہندو اور مسلمانوں تمام قوموں کو یکساں رنج دیا ہے۔ احمدی قوم کا رنج اور افسوس تو اس وجہ سے ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب اپنی قوم میں ممتاز اور ایک نہایت قابل قدر بزرگ ہیں۔ مگر ان لوگوں نے بھی جو ہمارے سلسلے سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ بلکہ ہمارے سلسلے اور اسلام سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں بہت بری طرح اس کو محسوس کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ واقعہ ہندوستان بھر میں

قانون انگریزی کی ہتک کرنیوالا ہے

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو معطل کرنے میں جو کارروائی کی گئی ہے وہ اس راز کا پورے طور پر انکشاف کریگی۔ ہم اس معاملہ میں کسی **رحم** کی درخواست کو پیش کرنا نہیں چاہتے اور ہرگز نہیں چاہتے۔ بلکہ ہماری درخواست ہے کہ اس معاملہ کی پوری تحقیقات کی جاوے۔ اور وہ بدظنی اور بدگمانی جو مسٹر فلبی کی کارروائی سے پیدا ہو سکتی ہے اس کی **تلافی** کی جاوے۔

احمدی قوم اس واقعہ کو گورنمنٹ کی کسی بے اعتدالی کا نتیجہ قرار نہیں دیتی۔ بلکہ وہ اسے صرف صرف **مسٹر فلبی** سے منسوب کرتی ہے۔ اور کرنے کا حق رکھتی ہے۔ اور ایسے لوگ ہی زیادہ تر موجب ہو جاتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کے طرز عمل سے لوگوں کو بدظنی کریں۔ ایڈیٹر الحکم کو ایک مرتبہ (جبکہ امرتسر میں چھٹی ساتویں کا سٹرائک ہو گیا تھا۔ اور وہ اسکے توڑنے کا کام خاموشی کیساتھ کر رہا تھا اور اس میں کامیاب ہوا) مسٹر مائلز اِروِنگ صاحب اس وقت کے

ڈپٹی کمشنر امرتسر سے دیر تک ایجیٹیشن کے متعلق گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ ان سے نہایت صفائی اور بے تکلفی سے عرض کر دیا تھا۔ اور صاحب موصوف نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ کہ بعض اوقات غلط فہمی ناتجربہ کار سویلین لوگوں کے اس بدنما سلوک سے پیدا ہوتی ہے۔ جو وہ دیسی شرفا کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔ اور میں نے یہاں تک کہدیا تھا۔ کہ ابھی آپ کی کوٹھی پر جبکہ میں محض ایک سرکاری خیر خواہی کے لئے آیا۔ کتنی ہی دیر تک انتظار کرنا پڑا اور آپ کے ملازموں کو جرأت نہیں ہوئی کہ آپ کو اطلاع دیں اگر آپ خود باہر تشریف نہ لاتے تو شائد مجھے رات بھر یہاں رہنا پڑتا۔

مسٹر مائلز اروِنگ نے اس امر میں مجھ سے پورا اتفاق کیا تھا۔ کہ پبلک کیساتھ ہم لوگوں کو اپنے تعلقات وسیع کرنے چاہئیں۔ اسکا نتیجہ جہاں ایک طرف رعایا کی محبت کا حاصل کرنا ہوگا وہاں ملک کے عام حالات کا صحیح اور سچا علم حاصل ہوگا۔ اور مسٹر موصوف نے اپنے طرز عمل سے یہ دکھایا بھی کہ وہ نہایت اخلاق۔ اور شریفانہ طریق پر لوگوں سے پیش آتے اور ملتے تھے۔ غالباً وہ آجکل منٹگمری میں ہیں۔ اور میں اپنے ضلع کو خوش قسمت سمجھتا ہوں۔ جہاں ایسے لوگ ہوں۔

بہر حال یہ توضمنی قصہ تھا۔ اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو شاید مجھے کبھی اس کے ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ ہماری قوم جو خدمات اپنے طور پر گورنمنٹ کی کر رہی ہے وہ بدوں کسی صلے کی خواہش اور نمایش کے کر رہی ہے۔

پہلا موقعہ ہے کہ اس قوم کو دکھ دیا گیا ہم اس تکلیف کو شرح صدر سے برداشت کرتے ہیں۔ اور اس میں گورنمنٹ کا شکوہ کرنے کے لئے اپنے دل میں ذرا بھی بیقراری نہیں پاتے۔ مگر ہاں یہ بالکل سچی بات ہے کہ **قانون انگریزی**

کی یہ ہتک ناقابل برداشت امر ہے۔ گورنمنٹ کا ایک عہدہ دار اور انگلش نیشن کا ایک فرد جسکا مذہبی قومی اور قانونی فرض تھا۔ کہ وہ **قانون انگریزی کی حرمت** کو قایم رکھتا۔ اس نے اپنے عمل سے اس قانون کی سبکی کی ہے۔ اس کی فریاد ہم کرتے ہیں اور **سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ سے** یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ اس معاملہ پر پوری توجہ کرے گی۔ اور اپنے عمل سے دکھا دے گی۔ کہ اس کی نظر میں رعایا کے تمام افراد برابر ہیں۔ اور **قانون انگریزی کی توہین کرنیوالا**۔ خواہ ہندو ہو یا مسلمان یوریشین ہو یا یورپین ہو کبھی بھی جوابدہی سے بری نہیں ہو سکتا۔ مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر صاحب کا یہ طرز عمل قابل لحاظ ہے۔ رعایا کی عزت و آبرو کا تحفظ اس کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ اس اختیار کا ناجائز استعمال کبھی گورنمنٹ کا منشا نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر صاحب نے اگر کوئی جرم کیا تھا تو بیشک اسکی باضابطہ تحقیقات ہوتی اور ہونی چاہیئے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ خلاف قانون کوئی کارروائی کی جاوے۔ یا جن قانونی مراعات کو مدنظر رکھا گیا ہے اس سے فائدہ نہ اٹھانے دیا جاوے۔

۱۶ ستمبر کو ڈاکٹر صاحب کی شہادت ہوئی تھی۔ اور ۱۵ ستمبر کو اُنکی معطلی کا حکم حاصل کیا جاتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ تاریخ مذکور پر وہ کس جرم کے مرتکب سمجھے گئے تھے۔

غرض یہ واقعات نہایت خطرناک اور دکھ دہ ہیں۔ اس سے کسی خاص قوم اور جماعت کو جو دکھ پہنچا ہے بلکہ بالعام طور پر رعایا کے جمیع افراد جو سنجیدہ اور متین ہیں۔ اس واقعہ کو دیکھکر سخت حیران ہیں اور وہ اس **قانونی ہتک** کے معنے نہیں سمجھ سکتے۔

سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ جب اس معاملہ پر خاص تحقیقات کرے گی۔ تو اُسے معلوم ہو جائیگا کہ یہ سارا معاملہ کسی گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ احمدی قوم **ہز آونر** کی گورنمنٹ سے مطمئن ہے۔ اور وہ امیدکرتی ہے کہ یہ معاملہ تاریکی میں نہیں رکھا جاویگا اور **نوشیروانی عدل** ہوگا اور گورے کالے کا تفرقہ اُٹھ جائیگا۔ بالآخر ہمارے اطمینان کا موجب یہ ہے۔ کہ ہماری ساری امیدیں اللہ تعالیٰ پر ہیں۔ اور مومن ہر ابتلا کو خدا کے فضل کا پیش خیمہ سمجھتا ہے ✦

اصل واقعات مقدمہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ

۱۷۔ اگست ۱۹۱۰ء کی صبح کو بھیرہ میں ایک شادی کے موقعہ پر کچھ خیرات فقیر فقرا کو تقسیم کی جا رہی تھی۔ کہ ایک فقیر لڑکا مسمی دربار علی عمر سولہ سال کے کچھ چوٹ آنے سے بہت خراب حالت ہو گئی۔ مدعیان یعنے دربار علی مذکور کے رشتہ داران کا بیان ہے کہ تقسیم کنندہ خیرات نے جو قوم خواجگان بھیرہ میں سے ایک شخص تھا۔ فقیر دربار علی کو غصہ میں آکر دو لاتیں خصیوں پر اور ایک لات پیٹ پر ماری جس سے وہ بیہوش ہو گیا۔ اور گر پڑا۔ وہاں سے وہ اٹھا کر ہسپتال میں قریب ۹ بجے کے لے گئے۔ اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر بشارت احمد نے دیکھا تو لڑکا مر چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دربار علی کے ورثا کو کہا کہ اُسے تھانہ لے جاویں۔ تھانہ سے قریب ساڑھے گیارہ بجے لاش واپس ہسپتال پوسٹ مارٹم معائنہ کے لئے بھیجی گئی۔ بموجب بیان ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

چونکہ اس وقت کمپونڈر بیمار تھا۔ اس لئے انہوں نے اسی وقت معائنہ نہ کیا۔ آخر ۴ بجے ایک مصلی کمال کو ساتھ لیکر معائنہ کیا۔ اسی دن مسٹر قلبی اسسٹنٹ کمشنر و سب ڈویژنل مجسٹریٹ صاحب خود بھیرہ میں موجود تھے۔ انہوں نے بیانات وغیرہ قلمبند کئے۔ اگلے دن اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کی شہادت معائنہ ڈاکٹری کے متعلق ہوئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ معائنہ پر انہوں نے تلی کو دو جگہ سے پھٹا ہوا پایا۔ اور تلی کے وزن میں ½ ۴۳۔ اونس تھی اور کہ پیٹ میں تلی کے پھٹنے کیوجہ سے خون جمع تھا اور موت تلی کے پھٹنے سے واقع ہوئی۔ اور کوئی ضرب کا نشان جسم پر نہیں پایا گیا۔ پولیس کی رپورٹ بھی اسی امر کی مظہر ہے۔ کہ جسم پر کسی جگہ بھی ظاہری نشان ضرب کا نہیں تھا۔ مجسٹریٹ صاحب نے مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند حکماً پولیس سے چالان مرتب کراکر مقدمہ سیشن سپرد کر دیا۔ سیشن جج صاحب نے ملزم کو ۵۰۰ روپیہ کی ضمانت پر رہا کیا۔ اور یہ حکم لکھا کہ سرکاری وکیل کو نوٹس دیا جاوے کہ کیوں رپورٹ سپردگی کو منسوخ کرنے کے لئے مسل چیف کورٹ میں بھیجی جائے۔ اس کے بعد مسٹر قلبی نے سیشن جج کو لکھا کہ وہ کچھ اور نئی شہادت اور مرتب کر کے ایزاد کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر مسل واپس بھیجی گئی۔ اور ملزم پھر حوالات میں کر دیا گیا۔ ۴ ستمبر کو یعنے واقعہ موت سے اٹھارہ دن بعد مسٹر قلبی معہ سول سرجن کے بھیرہ میں پہونچے۔ اور قبر کو اکھاڑ کر حسب بیان سول سرجن صاحب تلی نکلوائی گئی اور کاٹ کر سپرٹ میں رکھ لی گئی۔ اور اگلے دن یعنے ۵ ستمبر کو بمقام سرگودہ پہونچکر تولی گئی۔ ۱۶ ستمبر حال کو سول سرجن صاحب نے عدالت میں یہ بیان دیا۔ کہ ۵ ستمبر کو تجربہ کے وقت تلی وزن میں ۱۲۔ اونس سے کم پائی گئی۔ ان کی رائے میں غالباً ۱۰۔ یا ۱۱۔ اونس کے درمیان ہوگی۔ سول سرجن صاحب نے اپنی شہادت میں یہ بھی بیان کیا۔ کہ جب انہوں نے لاش کو دیکھا تو اسوقت انتڑیاں بالکل گل چکی تھیں اور کہ انہوں نے تلی کی جھلی پر کوئی تلی کے پھٹنے کا نشان نہیں پایا۔ اور کہ اُن کی رائے میں اس جھلی کے اندر ۲۴ اونس مادہ نہیں آسکتا۔ مگر زیادہ سے زیادہ وزن ۳۰۔ اونس اس میں آنا ممکن تھا۔ صحت کی حالت میں اس لڑکے کی عمر کے لحاظ سے تلی کا وزن سول سرجن صاحب کی شہادت کے مطابق ۷۔ اونس ہونا چاہیئے تھا۔ اس کے بعد اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کی شہادت دوبارہ لی گئی۔ اور انہوں نے بیان کیا کہ تلی کا وزن ½ ۴۳۔ اونس تھا۔ کمال خاکروب نے بھی تلی کا وزن اسی قدر بیان کیا۔ بیانات گواہاں وغیرہ قلمبند ہو کر جب کل گواہ عدالت سے جا چکے تھے تو صاحب مجسٹریٹ بہادر نے اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کو دوبارہ بلا کر ان کو اور کمال خاکروب کو ہتھکڑی لگانیکا حکم دیا۔ اس بنا پر کہ ہر دو ملزم زیر دفعہ ۱۹۳۔ تعزیرات ہند کے مرتکب ہوئے ہیں۔ چنانچہ اسسٹنٹ سرجن اور خاکروب کو ہتھکڑی اکٹھی لگائی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے ضمانت کے لئے زبانی درخواست کی مگر مجسٹریٹ نے کہا کہ ہم ضمانت نہیں لیتے۔ یہ واقعہ سلانوالی کا ہے جو سرگودہ سے آگے ایک سٹیشن ہے۔ اس وقت مجسٹریٹ صاحب ڈاکٹر اور خاکروب کو ہتھکڑی لگائے ہوئے سٹیشن پر پہونچے۔ جہاں دیوان دولت رائے وکیل اصل ملزم مقدمہ موجود تھے۔ دیوان دولت رائے نے اسی وقت درخواست ضمانت لکھہ کر پیش کی اور مجسٹریٹ کو کہا کہ جرم قابل ضمانت ہے۔ ضمانت لیکر اسسٹنٹ سرجن کو رہا کیا جائے۔ اور مجسٹریٹ کے استفسار پر کہ کون ضمانت دیگا خود ضمانت دینے کی آمادگی ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ اور ضامن بھی موجود ہیں۔ اور تحصیلدار صاحب بھیرہ جو اسوقت پلیٹ فارم پر موجود ہیں۔ تصدیق جائداد بھی کر سکتے ہیں۔ مگر مجسٹریٹ صاحب نے درخواست لینے سے بھی انکار کیا۔ چونکہ سیشن جج صاحب رخصت پر تھے۔ اور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کوہ سکیسر پر تھے۔ اسلئے کوئی مزید کارروائی اس وقت ضمانت کے لئے نہ ہو سکی اور ڈاکٹر صاحب کو سرگودہ لیجا کر حوالات میں رکھا۔ اور اگلے دن بلا ضرورت سارا دن اسی طرح خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگائے ہوئے کچہری میں حاضر رکھا۔ اور اسی شام کو حکم دیا کہ اسی حالت میں انہیں شاہ پور جو ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے پیدل لیجایا جاوے۔ جہاں وہ ۱۸ ستمبر کو بعد دوپہر جیل میں داخل کئے گئے ۱۹ ستمبر کو وکیل نے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بمقام سکیسر درخواست کر دی۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے فی الفور ایکہزار روپیہ کی ضمانت پر ڈاکٹر صاحب کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ مسل مقدمہ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ہے۔ اور ابھی تک کوئی مزید کارروائی نہیں ہوئی۔ اس حیرت انگیز مقدمہ سے تمام باشندگان بھیرہ میں سنسنی چھا گئی۔ اور ہر خاص و عام ان واقعات کو سن کر انگشت بدندان رہ جاتا ہے ٭ (احمد علی وکیل) (از عام)

ہندوستان میں اسلام

آبزرور لکھتا ہے کہ قلب افریقہ سے ایک عیسائی مشنری نے واپس آکر جو مضامین شایع کئے ہیں ان سے پھر مہذب دنیا کی توجہ تاریک براعظم میں اسلام کے خاموشی مگر مستقل طور سے پھیلتے جانے پر مبذول ہو گئی ہے۔ ایک غیر ملک اور اجنبی گورنمنٹ کے ماتحت اخلاقی تحریک سے اشاعت اسلام صرف افریقہ میں محدود نہیں بلکہ دیگر ممالک میں بھی جہاں جہاں

مسلمان تارکان وطن ہو چکے ہیں۔ یہی کیفیت ہر اشاعت اسلام سے نوع انسان کی تمدنی۔ دماغی اور روحانی ترقی کو بڑی مدد ملی ہے۔ مسلمان تاجروں یا خدا پرستوں کے جوش اشاعت اسلام کو دیکھنے کی غرض سے چین برٹش گائنا یا تبت میں جانیکی ضرورت نہیں۔ خود اس ملک کی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ خواجہ معین الدین رح کو خواب میں پیغمبر کیطرف سے ہدایت ہوئی کہ تم وسط ایشیا سے ہندوستان کا رخ کرو۔ اس زمانہ میں ہندوستان کے لوگ مذہب اسلام کے سخت مخالف تھے۔ لیکن حضرت معین الدین رح ان رکاوٹوں وخوف وخطر سے مطلق نہ ڈرے اور قطع منازل ومراحل کرتے ہوئے براہ پنجاب راجپوتانہ پہونچے۔ ابتدا میں انہیں جاسوس تصور کیا گیا۔ لیکن آخر ش ان کے اخلاق حسنہ وصفات پسندیدہ نے سب کے دل میں گھر کر لیا۔ اُن کی وفات کا سینکڑوں مسلمانوں اور ہزاروں ایسے لوگوں نے غم والم کیا جو دلمیں تو اسلام کی صداقت کے قایل ہو گئے تھے مگر بظاہر ذات پات کی پابندیوں اور خارج از برادری ہونیکے خوف سے مسلمان نہ ہوئے تھے۔

بابا فرید نامی ایک باخدا فقیر تن تنہا پنجاب کے وحشی اور تندخو قبایل میں جا کر مسکن گزین ہوئے اور اپنی نیک نفسی سے ان کو اسطرح رام کیا۔ کہ قبیلے یکے بعد دیگرے مسلمان ہوتے چلے گئے۔ چنانچہ ان کے انتقال کے وقت لاکھوں مسلمان موجود تھے ان اولیاء کے جانشینوں نے بھی اشاعت اسلام میں سعی وکوشش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ بعد کے زمانہ میں مولوی بھی اس بارہ میں صوفیوں اور پیروں کی کچھ مدد کرتے رہے۔ صدیاں گذر گئیں۔ گو مسلمانوں کی حکومت نہیں رہی تاہم اسلام بدستور پھیل رہا ہے۔ بالخصوص برٹش گورنمنٹ کے عہد معدلت مہد میں بہ نسبت ان ممالک کے جہاں مسلمان فرمانروا ہیں اسلام نے زیادہ زیادہ ترقی کی ہے۔

ہندوستان میں اشاعت اسلام کی یہ مختصر تاریخ ہے تلوار کے زور سے نہیں بلکہ خدا پرست بزرگوں کی روحانی واخلاقی خصایل حمیدہ اس کی ترقی واشاعت کا باعث ہوتے رہے ہیں۔

تیس چالیس سال پہلے مسلمان واعظین وسنادا پنے مقدس فرایض میں نہایت سرگرمی سے مصروف تھے۔ اور صداقت کی روشنی پھیلانے میں انہوں نے سعی وکوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا یہ اپنے اخراجات کا بوجھ وہ مسلمانوں پر نہ ڈالتے تھے اور نہ کسی قسم کے چندہ سے ان کی اعانت کیجاتی تھی باوجود اس کے دیگر ادیان کے منادوں سے زیادہ کامیاب ہوتے تھے۔ لیکن اب ہندوستان میں اشاعت اسلام کے متعلق ایک بہت بڑا انقلاب ظہور میں آیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بے لوث مسلمان واعظین کی نسل مفقود ہو گئی۔ اور انہوں نے بظاہر معقول لایق جانشین نہیں چھوڑے۔ محض اسلام کے لئے منادی کا ولولہ معدوم ہو گیا۔ ایک زمانہ تھا۔ جبکہ غیر مسلم لوگ ان بازاروں میں نہ جاتے تھے جہاں بڑا کوئی مولوی وعظ میں مصروف ہوتا تھا کیونکہ انہیں خوف تھا۔ کہ کہیں اسکا زبردست وعظ تبدیل مذہب کا باعث نہ ہو۔ لیکن اب وہ آگے ہیں خاموش ہیں۔ بلکہ الٹا اسلام پر زبان طعن دراز ہو رہی ہے۔ اور ہمارے روحانی مقتداؤں کا ارشاد ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگوں سے مباحثہ نہ کرو۔ جب تعلیم یافتہ اصحاب اپنے شکوک و شبہات رفع کرنے کیلئے مولویوں کے پاس آتے ہیں۔ تو انہیں کہا جاتا ہے ایسے شکوک کو دلمیں راہ نہ دیں۔ اور شیطان کیطرح عقلی دلایل سے کام نہ لیں۔ خفیف سے اختلاف رائے پر کفر کا فتویٰ لگ جانا معمولی بات ہے۔ الکا قول ہے کہ قیامت قریب ہے۔ اور پیغمبر کی یہ پیشینگوئی عنقریب پوری ہونے والی ہے۔ کہ اسلام غربا میں شروع ہوا۔ اور انہی میں اس کا خاتمہ ہو گا۔ غرضکہ کفر کے فتووں اور مسلمان کو خارج از دین بتانیکا زور ہے۔ اور غیر مسلموں میں اشاعت اسلام کی کارروائی مفقود وموقوف ہو چکی ہے۔ بعض روشن خیال علماء اور انجمنیں مولویوں کے دامن سے اس دھبہ کو دھونا چاہتی ہیں۔ جو بلاشبہ مسلمانان ہند کے دلی شکریہ کی مستحق ہیں۔ امید ہے کہ ان کی مساعی جمیلہ بارآور ہونگی اگرچہ ان مصلح علما کا اثر اپنے عالم بھائیوں میں محدود ہے اور انجمنیں بھی ہنوز طفولیت میں ہیں۔ تعلیم یافتہ مسلمان لایق وقابل علماء کی قلت کو نہایت سختی سے محسوس کرتے ہیں۔ گو انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں کی نسبت مولویوں کا اچھا خیال نہ ہو تاہم کسی اور اسلامی گروہ سے۔ ہم ان میں مذہب کا کچھ کم جوش نہیں دیکھتے ان کے خیال میں موجودہ زمانہ میں اسباب کی اشد ضرورت ہے کہ جاہل واصول مذہب سے ناواقف مسلمانوں کو تعلیم وتلقین سے دائرہ اسلام سے خارج نہ ہونے دیا جاوے اور ہندوستان کی ادنیٰ ذاتوں میں سرگرمی سے اشاعت اسلام کی کوشش کیجائے۔

اِنسان کا دل

وکٹوریہ پیپر رقمطراز ہے کہ انسان کے دل سے زیادہ پاک کوئی چیز نہیں ہے۔ اور انسان کے دل سے زیادہ ناپاک بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ خوبصورت ہے۔ اور یہ بدصورت بھی ہے۔ یہ بہشت ہے۔ جہاں آبحیات کی نہریں جاری ہیں اور جہاں اپنی روشنی میں تمام جگمگاتے ہوئے کواکب نورانی تماشہ دکھاتے ہیں۔ مگر یہ دوزخ بھی ہے۔ جس جگہ خوفناک آگ جل رہی ہے۔ اور سفلی جذبات کے شیاطین ہل من مزید کا نعرہ بلند کرتے ہوئے ہر شے کے جلانے وبرباد کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں۔ انسان کا دل خوشنما باغ ہے جس کے رنگ برنگ پھولوں سے دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر نادان اور نالایق باغبان اس میں کیکٹے درخت

اور گھاس پھوس کو پیدا ہونے اور بڑھنے کا موقع دیتا ہے تو نہ صرف ببول و پیل کے درخت ایک دن کٹ جائیں گے بلکہ جو کوئی اس باغ سے گذرے گا تکلیف دینے والے کانٹے اس کے دامن سے اولجھیں گے اس کے جسم کو مجروح کریں گے یا وہیں چبھیں گے اور سخت پریشانی کا باعث ہوں گے۔

کیا یہ غلط ہے؟ کیا انسان کے دل میں دو متضاد اوصاف موجود نہیں ہیں۔ اس میں ذرا بھی غلطی کا امکان نہیں ہے۔ جہاں انسانی دل کا روشن پہلو قابل تعریف ہے۔ ساتھ ہی اسکا تاریک پہلو نہایت ہی دل خراش اور ہولناک ہے۔ اور اسپر بتھوڑی دیر کے لیے سرسری نگاہ ڈالو۔

دنیا کی مصیبتوں کا اعلےٰ سبب انسان کا دل ہے جہاں اسکا رُخ خود غرضی کیطرف ہوا حسد اور خود غرضی ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اس لئے جہاں ایک ہوگا۔ وہاں دوسرا ضرور موجود رہیگا۔ گھر میں ایک بھائی ہوشیار ہے پڑھا لکھا ہے کماتا ہے صاحب عزت ہے۔ تو دوسرے اس سے حسد کرتے ہیں۔ اور ناحق بغض ہی کی وجہ سے ہر وقت دل ہی میں غیرت کی آگ میں جلا کرتے ہیں۔ پڑوسی اپنے پڑوسی کا محض اس وجہ سے بدخواہ ہے کہ اس کو نسبتاً زندگی کی نعمتیں ہمسایہ کے مقابل میں کم عطا ہوئی ہیں ایک شخص دوسرے کی نیکنامی کو سنکر اسقدر پریشان ہو جاتا ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکتا۔ مثل مشہور ہے لوگ دوسرے کی بدشگونی کے لئے اپنی ناک تک کٹا دیتے ہیں۔ اور اگر ان کے جان و مال کے برباد ہونے سے رقیب کی عزت آبرو اور جان کا خطرہ ہے تو وہ بخوشی اس کے لئے تیار ہو جائیں گے یہ مبالغہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ لفظ صحیح ہے اگر بغور تحقیقات کی جائے تو بآسانی پتہ لگ سکیگا۔ کہ زیادہ تر لوگ محض ضد اور نفسانیت کی وجہ سے جعلی اور جھوٹے مقدمے بنا بنا کر اپنی اور اپنے ہمسایوں کی مٹی پلید کرتے ہیں۔

ریفارمر و سوشل اصلاحوں کے حامی صرف اس وجہ سے ایک دوسرے کے مخالف بنتے ہیں کہ ایک کو ہر دلعزیزی کا زیادہ موقعہ مل گیا ہے غرض انسانی دل حسد اور نفاق کی وجہ سے مصیبت اور تکلیف کا گھر بن جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس سے خالی ہو تو وہ انسان کے لئے اعلیٰ درجہ کی آسایش کا کارن ہوتا ہے۔

لالہ لاجپت رائے اور پردہ

لالہ لاجپت رائے نے ولایت جا کر مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ پرکاش میں لالہ صاحب کا ایک مضمون "انگلستان کی دیویاں" کے عنوان سے شایع ہوا ہے اس مضمون کے ضمن میں لالہ صاحب نے پردہ کے متعلق بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس مضمون میں لالہ صاحب کی اصل غرض صرف اتنی ہے۔ کہ ہندوستان کی عورتوں میں اسی قسم کی آزادی اور حریت پیدا کی جاوے۔ جو انگلستان کی عورتوں میں پائی جاتی ہے اور ہندوستان کی عورتیں بھی ان کے نقطہ خیال سے اسی طرح اپنے حقوق کے لئے لڑیں جھگڑیں۔ جس طرح پر ولایت میں انہوں نے اودہم مچا رکھا ہے۔ لالہ لاجپت رائے نے ہندوستان میں اپنی قوم میں ایک جوش پیدا کرنے میں جو شہرت حاصل کی ہے۔ وہ بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے دایرہ اثر و رسوخ کو آئندہ مستورات میں وسیع کریں۔ اور یہ مضمون اسی سپرٹ سے انہوں نے لکھا ہے۔ مجھے اس سے کچھ بھی بحث نہیں کہ لالہ لاجپت رائے اپنے پولٹیکل مشن کو پورا کریں انکا اختیار ہے وہ اپنی قوم میں جس قسم کے خیالات چاہیں پیدا کریں۔ مگر انہیں یہ حق حاصل نہیں۔ کہ دوسروں پر حملہ کریں۔ وہ اپنی مستورات میں آزادی اور حریت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور خواہش رکھتے ہیں۔ کہ ان کی عورتیں مردوں کے دوش بدوش اسی قسم کے مردانہ کام کریں جیسے لنڈن کا نظارہ انہوں نے دیکھا ہے "کریں کسی کو کیا؟" ہندوستانی دیویوں کو لنڈنی رنگ میں رنگ دیں کسی کو اعتراض نہیں۔ لیکن لالہ صاحب کی یہ حرکت کبھی پسندیدہ نہیں ہوسکتی۔ کہ وہ دوسری قوموں پر مذہبی حیثیت سے ایسی نکتہ چینی کریں۔ جو بالکل نامعقول اور متانت سے گری ہوئی ہو۔ اسی قبیل کا وہ مضمون ہے جو پردہ کے متعلق لالہ صاحب نے لکھا ہے۔ پردہ کے متعلق پہلی بات وہ یہ کہتے ہیں۔ اس کی "بنیاد بےبھروسہ کی عدم موجودگی پر ہے" یہ کس قدر شرم کی بات ہے حالانکہ قرآن مجید نے تو بدظنی کی تعلیم ہی نہیں دی اور اسلام حسن ظنی کی تعلیم دیتا ہے پھر کہنا کہ پردہ کی تعلیم کی بنیاد اس امر پر ہے۔ کہ مسلمان (کیونکہ پردہ کے حامی اور شرعی طور پر پابند وہی ہیں) اپنی عورتوں پر بدظن ہیں۔ یہ ایک شرمناک لائبل ہے مسلمانوں کا۔

پھر لالہ صاحب نے عجیب منطق ایجاد کی ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ پردہ دار قوموں میں نیک مردوں کی تعداد زیادہ نہیں۔ اس لئے پردہ دار قوموں میں پاک دامن عورتوں کی تعداد بھی اسقدر زیادہ نہیں ہوسکتی۔ کہ محض اس فائدہ کو دیگر نقصانوں پر جو پردہ سے پیدا ہوتے ہیں ترجیح دی جاوے۔

اول تو یہ شمار و اعداد معلوم نہیں لالہ صاحب نے کہاں سے معلوم کئے جو انہیں اس فتویٰ کا حق حاصل ہو گیا۔ کہ پردہ دار قوموں میں نیک مردوں کی تعداد بے پردہ قوموں کے مقابلہ میں کم ہے۔ اور بفرض محال اگر ان کا یہ خیال صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس سے یہ کیونکر لازم آگیا کہ پردہ دار قوموں میں پاک دامن عورتوں کی

لالہ لاجپت رائے ایسے سمجھدار اور ذی فہم آدمی کے منہ سے علم و ہنر کی سرزمین میں رہ کر ایسی نامعقول بات کا نکلنا تعجب پیدا کرتا ہے۔ مگر جس سرزمین میں تین خداؤں کا ایک خدا بن سکتا ہے وہاں رہ کر لالہ لاجپت رائے صاحب اگر بے دلیل بات کریں تو افسوس نہیں؟ اصل بات یہ ہے۔ کہ مغربی دیویوں کی آزادی اور بیباکی نے انہیں اپنا پوجاری بنالیا ہے اور حب وطن کے جذبہ اور ولولہ میں وہ چاہتے ہیں کہ مغربی بت پرستی کی بجائے مشرقی دیویوں کو مغربی بپتسمہ دے لیں۔ اور جس طرح وہاں عورتیں مردانہ وار لڑتی جھگڑتی اور پارلیمنٹ کے ایوان میں شور و غل مچاتی داخل ہوتی ہیں وہی نظارہ انہیں ہند میں نظر آوے۔

لالہ صاحب کے مشن و مقصد کے لحاظ سے یہ خیال شاید صحیح ہو اور وہ ہندو عورتوں میں ایسا جذبہ پیدا کرنے میں کامیاب ہوں۔ مگر تہذیب و شائستگی کے مدارج اس سے اعلےٰ ہیں۔ اور عصمت کی دیوی پردہ ہی میں رہ سکتی ہے۔

لالہ صاحب کے طرز بیان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ

عصمت کی چنداں پرواہ نہیں کرتے

کیونکہ وہ اس فائدہ کو دوسرے نقصانوں کے مقابلہ میں جو پردہ سے پیدا ہوتے ہیں ترجیح دینا نہیں چاہتے جس شخص کا نقطہ نظر یہ ہو وہ پردہ کی مخالفت کیوں نہ کرے۔ لالہ صاحب کے خیال کے موافق ایک عورت کیسی ہی ہرجائی اور آوارہ و بدچلن عفت فروش ہو اگر وہ ملک و قوم کے لئے جد و جہد کو جاری رکھ سکے۔ پولیٹیکل کشتی میں خم ٹھونک کر سامنے آنیوالی ہو۔ وہ لاکھ مرتبہ بہتر اور قابل قدر ہے۔ پس یہ جذبہ اپنی قوم کی دیویوں میں اگر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہند و قوم کے لئے مبارک فال نہیں ہے میں اپنے برادران وطن کو مشورہ دونگا۔ کہ وہ لالہ لاجپت رائے کی ایسی غلط اور بیہودہ رائے کی ہرگز پرواہ نہ کریں۔ وہ عصمت کے مقابلہ میں ایک عورت کا سست ہونا پسند کریں اس کا ملکی کارروائیوں میں حصہ نہ لینا خوشی سے پسند کریں انکی کم فہمی اور بزدلی اور پست ہمتی کی ذرا بھی پرواہ نہ کریں۔ مگر

انکی عفت و عصمت کی قدر کریں

لالہ صاحب چاہتے ہیں۔ کہ ہماری عورتوں میں اسی قسم کی بے تکلفی اور آزادی پیدا کریں جو یوروپ میں ہے۔ اور جس کا نظارہ دیکھ کر ان کی آنکھیں چندھیا گئی ہیں۔ مگر یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ اس بے تکلفی کا نتیجہ وہی ہوگا جس کے خوفناک نتائج لنڈن والوں کو معلوم ہو چکے ہیں۔ اور وہ خود اس کے انتظام کی فکر کر رہے ہیں۔

غرض لالہ صاحب نے پردہ پر نہایت ہی بیہودہ بحث کی ہے اور میں یقین نہیں کرتا کہ ہندو قوم لالہ صاحب کی ہم خیال ہو کر عفت و عصمت کے مقابلہ میں تیر اندازی کو قابل قدر سمجھے۔

لالہ صاحب کی غرض صرف عورتوں میں پولیٹیکل جذبہ پیدا کرنا ہے اور اس کے لئے وہ بے پردگی اور عام بے تکلفی کو پسند کرتے ہیں۔ مگر وہ ان نتائج سے بے خبر ہیں جو اس سے پیدا ہوتے ہیں یا اپنے دہن میں ایسے مست ہیں کہ وہ انپر مزید غور کی تکلیف نہیں کرسکتے۔ ہندو صاحبان نے اگر پردہ کو اسی نظر سے دیکھا۔ اور اپنی بہنوں اور بیٹوں اور بیویوں کو اسی رنگ کی آزادی دیدی جو لنڈن میں ہے۔ تو کچھ تعجب نہیں کہ لنڈن کے نظارے پنجاب میں نظر آویں اور تھوڑی دیر کے لئے لالہ لاجپت رائے صاحب اور ان کے ہم خیالوں کو خوش کر سکیں مگر اس کا انجام نہایت مکروہ اور خوفناک ہے۔

عورت کا حسن و جمال اس کی عفت و عصمت ہے۔ اس کی تمام اخلاقی قوتوں کا خزانہ اسی میں مضمر ہے۔ اور عفت و عصمت کے بقا کے لئے پردہ ایک بے نظیر اور قابل قدر سپر ہے۔ جو اس کی قدر نہیں کرتا وہ انسانی فطرت کے علم سے ناواقف ہے اور چاہتا ہے کہ اس خوبی کو ضایع کردیا جاوے۔

سرکاری خبر

مندرجہ ذیل خبر گورنمنٹ پنجاب کیطرف سے بغرض اشاعت پہونچی ہے (ایڈیٹر)

ہوم گزٹ بمقام لاہور مورخہ ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء

امیدواران امتحان محکمہ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ قواعد زیر ایکٹ ہائے معاملہ زمین و دخل رعیتان پنجاب جو اشتہار گورنمنٹ گزٹ پنجاب نمبر ۹۵۳ و ۹۵۴ مورخہ ۲ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء میں زیر مال پرچہ اول مذکور ہیں۔ ان میں ان قواعد کی پورانی طبع کا حوالہ دیا گیا ہے جو ابتک امتحان سابقہ کیلئے مقرر ہیں۔ اور بجائے جدید قواعد کے آئندہ امتحان کے موقعہ پر پورانے قواعد زیر ایکٹ ہائے مذکور میں امیدواران کا امتحان لیا جائیگا۔ دستخط غلام ربانی

اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و میر منشی گورنمنٹ پنجاب

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے

معاملہ پر غیر احمدی نامہ نگار۔

ذیل میں ایک معزز اور سربرآوردہ مسلمان کا مراسلہ درج کیا جاتا ہے۔ جو کیمل پور ضلع اٹک سے آیا ہے اس خبر کو جہاں جہاں کسی نے سنا ہے۔ قانونی نکتہ نگاہ سے اور عام سوشل حالات کے ماتحت سخت درد اور رنج سے سنا ہے۔ انڈین پریس نے بالاتفاق اس پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ اور اس کا ذکر

کسی دوسری جگہ بھی کیا ہے کہ اس کارروائی سے تاج برطانیہ کو کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذمہ وار اسسٹنٹ کمشنر صاحب اور سول سرجن صاحب ہیں۔ جن میں سے آخر الذکر نے قبل از وقت ڈاکٹر صاحب کے معطل کرانے کے احکام حاصل کئے۔ اور دوسرے نے جو کارروائی کی وہ اب طشت از بام ہو چکی ہے ڈاکٹر صاحب کے مظلوم ہونے میں اس سے ترقی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں ان کی اس مصیبت کی یہ تلافی خوش کن ہے بہر حال میں اپنے معزز مراسلہ نویس کی چٹھی کو بدوں کسی قسم کا حاشیہ چڑھانے کے درج کرتا ہوں۔ اور یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اخلاقی جرأت کے ساتھ **مردم شناسی** اور اعتراف کمالات کا مادہ رکھتے ہیں۔ ایسی تحریریں ہمارے لئے موجب تسلی ہیں اور ہم خدا کے فضل سے یقین رکھتے ہیں کہ سر لوئیس ڈین کی **گورنمنٹ** اس معاملہ پر پوری توجہ کریگی۔ اور **مظلوم** کی سچی ہمدردی کرے گی بہر حال وہ تحریر درج ذیل ہے (ایڈیٹر)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے مجھے ذاتی واقفیت کی عزت حاصل ہے۔ مجھے چند لحہ ان کی نیک مصاحبت میں گذارنے کا موقعہ نصیب ہوا ہے۔ اور میں ان چند لمحات کو اور ان ساعتوں کے نیک اثرات کو اپنی زندگی کا کارنامہ سمجھتا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف صداقت و راستبازی شرافت و نجابت کی زندہ مثال ہیں۔ اگر کسی نے اخلاص و دیانت کو مجسم شکل میں دیکھنا ہو تو وہ ڈاکٹر صاحب کو دیکھے۔ اگر ضبط نفس استقلال اور ایثار کا نمونہ دیکھنا ہو تو ڈاکٹر صاحب کی زیارت کرے۔ مختصر یہ کہ مکارم اخلاق کا مجسمہ ہیں اور اخلاق احمدی کا مرقع +

ان بزرگوار ڈاکٹر پر جو ناگہانی آفت ایک نو وارد اسسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ درجہ اول کے ہاتھوں ۱۶ ستمبر ۱۹۱۰ء کو نازل ہوئی اُس سے کوئی انصاف پسند طبیعت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیگی۔

انصاف کا خون ہوا ہے اور آزادی تہ تیغ کردی گئی ہے۔

قانون سب پر حاکم ہے۔ اعلیٰ و ادنےٰ اسکے محکوم ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ ایک آزاد اور آزادی پسند قوم کے فرد نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ ایک **معزز** اور قابل **احترام گزٹٹڈ آفیسر** کی آزادی چھین لی اور اس کو کسی .... ایک خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگاکر عملی رنگ میں تشہیر کیا۔ کوئی ذلت کی انتہا بھی۔ اور اس پر طرہ یہ کہ جرم **قابل ضمانت** اور قانون کے زبردست احکام کی باوجودیکہ دیوان بہادر دیوان دولت رائے صاحب جیسے معزز اور مقتدر بزرگ نے اپنے آپ کو ضامن پیش کیا پروانہ کی گئی ✽

واقعات واقعات ہیں۔ چھپائے چھُپ نہیں سکتے۔ ہمیں جرم دفعہ ۱۹۳۔ تعزیرات ہند کی جوڈیشل ٹرائل کا انتظار ہے۔ مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ مجسٹریٹ کے فعل سے جس بیجا کی بو آتی ہے۔ **ملک معظم** کی رعایا کے ایک **معزز** اور ذی وجاہت عہدہ دار ڈاکٹر کو باوجودیکہ جرم قابل ضمانت ہے۔ زیر حوالات رکھنا ایک سنگین قسم کی

قانونی خلاف ورزی ہے

واقعات جن کی بنا پر الزام قایم کیا گیا ہے۔ غیر اہم اور پادر ہوا ہیں۔ مگر ہم تفصیل کیساتھ بحث کرنے کے لئے جوڈیشل ٹرائل کا انتظار کرینگے اس وقت صرف اتنا کہیں گے کہ لوکل گورنمنٹ اسکا فوری نوٹس لے کر داد مظلوم دیکر برٹش انصاف کی عزت قایم کریگی۔ ورنہ قہر درویش بجان درویش

دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ

(راقم ایک نامہ نگار)

ڈاکٹر بشارت احمد کے مقدمہ پر پرکاش کی رائے

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے سنسنی خیز معاملہ پر پرس نے جو رائے ظاہر کی ہے۔ اس کا جواب دینا بھی اسلئے ضروری ہے کہ تا گورنمنٹ پنجاب کو معلوم ہو کہ اس سرے سے اس سرے تک سب کے سب مسٹر فلبی کے اس فعل کو نہایت دلشکنی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

آریہ اخبار پرکاش کی رائے

ایک مسلمان ڈاکٹر مصیبت میں +

جیسا کہ کسی پہلے پرچہ میں بتلایا جا چکا ہے ۱۵۔ اگست کی صبح کو بھیرہ میں ایک مسلمان گداگر خواجہ محمد سعید کے ہاں خیرات مانگنے گیا۔ محمد سعید نے اس کو خیرات دینے سے انکار کیا اور اس گداگر کے مُصّر ہونے پر کہا جاتا ہے۔ کہ محمد سعید نے اس کو سخت زدو کوب کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گداگر وہیں چت ہو گیا۔ لاش ہسپتال میں لیجائی گئی۔ مگر ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر نے انہیں کہا۔ کہ پہلے اسے کوتوالی لے جاؤ۔ پولیس انسپکٹر نے روئداد قلم بند کی اور لاش ہسپتال میں ڈاکٹری معائنہ کے لئے بھیجدی۔ ڈاکٹر نے اسی روز دو بجے بعد دوپہر لاش کا امتحان کیا۔ پولیس نے ملزم محمد سعید کا چالان اسی دن مسٹر فلبی صاحب سب ڈویژنل افسر بھیرہ کی عدالت

میں کر دیا۔ اگلے روز ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن بھیرہ نے استغاثہ کیطرف سے لاش کے طبی معائنہ کی متعلق شہادت دی۔ ڈاکٹر نے بیان کیا۔ کہ موت کا باعث متوفی کی بڑہی ہوئی تلی تھی۔ جو تولنے پر ۴۰ اونس نکلی تھی۔ عدالت نے مقدمہ شُشن سپرد کر دیا۔ شُشن جج رائے نرائن داس نے ملزم کو پانچسو روپیہ کی ضمانت پر چھوڑ دیا۔ مگر اس کے چند دن بعد اسسٹنٹ کمشنر نے موقعہ پر پہنچکر لاش کے دفن ہونے سے تین ہفتہ بعد مردہ کو قبر سے نکلوا کر سول سرجن صاحب کا معائنہ کرایا سول سرجن تلی اپنے ہمراہ شاہ پور کو لے گیا۔ ۵ ستمبر کو جب مقدمہ کی پیشی شُشن جج کی عدالت میں ہوئی تو جج صاحب نے ضمانت کا حکم منسوخ کر کے ملزم کو حوالات میں بھیجدیا۔ اور مقدمہ دوبارہ تحقیقات کے واسطے اسسٹنٹ کمشنر مذکور کی عدالت میں بھیجدیا مقدمہ اسسٹنٹ کمشنر صاحب کے روبرو دورہ میں بمقام سکیسر ۱۶ ستمبر کو پیش ہوا۔ سول سرجن صاحب کی شہادت قلم بند کی گئی۔ جس نے تلی کا وزن ۱۱ اونس کے قریب بتلایا۔ ڈاکٹر بشارت احمد کی دوبارہ شہادت لی گئی۔ اس نے کہا میں نے تلی کا وزن کیا تھا ۴۰ اونس نکلی تھی۔ بھنگی نے بیان کیا کہ تلی کو میں نے تولا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے نہیں تولا تھا۔ بھنگی کو زیر حراست کیا گیا۔ اور ڈاکٹر کو سول سرجن نے معطل کر دیا۔ اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے ڈاکٹر بشارت احمد کے برخلاف حلف دروغی کا مقدمہ زیر دفعہ ۱۹۳۔ تعزیرات ہند قایم کیا۔ اور اسے بھنگی کیساتھ ہی ہتھکڑی لگانیکا حکم دیا۔ اس کی ضمانت کی درخواست نامنظور کی گئی۔ خواجہ کمال الدین پلیڈر لاہور سے ڈاکٹر بشارت احمد کی طرف سے پیروی کو بجانب سکیسر گئے۔ اور انہوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے ڈاکٹر صاحب کی ضمانت منظور کرائی۔ واقعات کے سچ یا جھوٹ ہونے کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس کا تصفیہ شہادت سے ہوگا۔ لیکن اتنا کہنے سے ہم نہیں رک سکتے۔ کہ اسسٹنٹ کمشنر نے ڈاکٹر صاحب جیسے ذی عزت شخص کو ہتھکڑی لگاکر نہ صرف کمال ناتجربہ کاری کا اظہار کیا ہے بلکہ صریحاً لارڈ مارلے کے احکام کی خلاف ورزی کی ہے۔ جن کی رُو سے زیر تجویز قیدیوں کو ہتھکڑی لگانا ممنوع ہے۔ یہ حکم بھی کچھ کم ناواجب نہیں تھا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کو ایک بھنگی کے ساتھ ہی ہتھکڑی لگاکر صاحب اسسٹنٹ کمشنر نے ایک ایسا فعل کیا ہے جس کو مشرقی نکتہ خیال سے جسقدر معیوب سمجھا جائے تھوڑا ہے (پرکاش)

ہندو قوم کے لیڈنگ پیپر

ہندوستان کی رائے

ڈاکٹر اور بھنگی کو ایک ساتھ ہتھکڑی

اخبار پنجابی نے ایک نہایت سنسنی خیز واقعہ کی خبر لکھی ہے۔ بھیرہ میں ایک شخص مر گیا۔ اور جب ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن بھیرہ نے اس کا پوسٹ مارٹم (چیر پھاڑ کا عمل) کیا تو اس نے لکھا۔ کہ موت تلی کے سے واقعہ ہوئی ہے۔ مسٹر فلپی صاحب اسسٹنٹ کمشنر بھیرہ کو رپورٹ دی گئی۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد کا بیان غلط ہے۔ اور موت تلی سے نہیں۔ بلکہ ایک اور شخص کی چوٹ سے واقعہ ہوئی ہے عدالت میں ڈاکٹر بشارت احمد کا بیان ہوا۔ اس نے کہا۔ کہ پوسٹ مارٹم کرتے وقت تلی کو اس نے اپنے سامنے بھنگی سے وزن کرایا تھا۔ اور وزن اس نے اپنے ہاتھ سے رکھے تھے۔ بھنگی نے بیان دیا کہ اس نے خود ہی تلی کو وزن کیا تھا اور خود ہی وزن ترازو میں رکھے تھے۔ اس اختلاف رائے پر جو ڈاکٹر اور بھنگی کے بیان میں تھا۔ عدالت نے دونوں کو ہتھکڑی لگانیکا حکم دیا اور پولیس کانسٹبل نے دونوں کو عدالت میں اکٹھی ہتھکڑی لگادی۔ ڈاکٹر کے وکیل نے ضمانت کی درخواست دی۔ لیکن درخواست نامنظور ہوئی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر اور شُشن جج اوس روز بھیرہ سے باہر تھے۔ اس لئے ضمانت کا سوال ملتوی رہا۔ اس واقعہ پر بھیرہ میں کمال سنسنی پیدا ہوگئی ہے۔ کیونکہ ایک ذی عزت ڈاکٹر کو اتنی سی بات پر ہتھکڑی لگانا اور پھر ایک بھنگی کے ساتھ ہندوستانی نقطہ خیال سے کمال صدمہ انگیز ہے +

ڈاکٹر بشارت احمد کا مقدمہ

بھیرہ کے ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن کے افسوسناک مقدمہ کی کیفیت آج کی دوسری جگہ درج کی جاتی ہے یہ واقعات میری طرف سے کسی مزید رائے زنی کے محتاج نہیں علاوہ اسکے مقدمہ زیر تحقیقات ہے۔ اس لئے اس پر رائے زنی ملتوی کیجاتی ہے۔ مگر مسٹر فلپی اسسٹنٹ کمشنر کے ایک گزیٹیڈ افسر کو ایک خاکروب کیساتھ ہتھکڑی لگانے اور ایک قابل ضمانت جرم (دفعہ ۱۹۳) میں ضمانت نہ منظور کرنے اور ڈاکٹر بشارت احمد کو ایک خاکروب کے ہمراہ رات بھر حوالات میں رکھنے اور دوسرے روز اُسی حالت میں بیس میل پیدل چلکر شاہپور جانیکے حکم دینے سے لوگوں میں ایک عجیب حیرت بے چینی اور پریشانی پیدا ہو رہی ہے

امرتسر میں عیسائی مشنریوں نے

(ایک مسلمان بیوہ کو بہکایا)

امرتسر میں ایک مسلمان سوداگر شال کی بیوہ لڑکی جو عموماً مشن اسپتال میں آیا جایا کرتی تھی۔ وہ پادریوں کے کہنے میں آگئی۔ اور اس نے والدین کے ہمراہ جانے سے انکار کر دیا۔ والدین نے اس کی اطلاع پولس کو کر دی۔ جس نے لڑکی کو والدین کے پاس بھیجدیا۔ اس واقعہ سے شہر کے مسلمانوں میں مشنریوں کے خلاف ایک ناراضی پیدا ہوگئی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ مشنری اسی طرح ہندوستانی لڑکوں اور لڑکیوں کو بہکایا کرتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کو اپنی اولاد کو ان سے محفوظ رکھنا چاہیئے +

نہایت ضروری احتیاط

ذرا غور سے پڑھیں

امرت کی دھارا نے جسقدر نام پایا ہے اسکو آپ سب لوگ جانتے ہیں اسکی شہرت اسکی سریع التاثیری ہے کیونکہ کوئی دوائی اتنی جلدی آجتک دنیا میں ایسی مشہور نہیں ہوئی ہے اسکے اشتہار کے پہلے کسی بھی ایسی دوائی کا اشتہار نہ تھا۔ امرت کی دھارا کا بھی اس قدر شہرہ جھوٹے اشتہار والوں کو کھٹک گیا اور لگے کھوجیں نکالنے کہ کسی طرح امرت کی دھارا کا نسخہ دریافت ہو جاوے یہاں تک کہ میرے پنساریوں سے جاکر پوچھا کرتے کہ پنڈت ٹھاکر دت کونسی دوائی زیادہ خریدتا ہے مگر میں ایک شہر سے ہی دوائی نہیں لیتا۔ اسکے علاوہ اگر نسخہ معلوم بھی ہو جاوے مگر وزن اور ترکیب بنانا نہ ہو تو خاک کوئی بنا دے گا۔ گولہ۔ ہوائی انار وغیرہ کے بارود میں اوزان وغیرہ کا ہی فرق ہوتا ہے بہت سی چیزیں توپ کے گولے تک مشترک ہیں ایک آدمی اگر انار کا بارود معلوم کر کے کہے کہ میں توپ کا گولہ بنا لیتا ہوں تو اسکی حماقت ہے اسکی ترکیب میں کوسوں کا فرق ہے اس کو خیال میں لائیے۔ مثال کے طور پر کافور کو ہی لیجئے جو کہ امرت دھارا کو دیکھتے ہی ہر ایک بتا سکتا ہے کہ اسمیں موجود ہے اب دیکھئے اگر کئی دن کی لگاتار محنت سے ہم یہ تیار کرتے ہیں کہ کافور میں کئی ادویات ملائی جاتی ہیں۔ پھر اسکو ان ادویات سے علیحدہ کیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کل ادویات کی تاثیر اپنے میں جذب کرا لیوے۔ یہ ادویات ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا مجموعہ ایسا بنتا ہے کہ کافور میں ہر مرض پر چلنے کی خاص طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور اب ہم اسے کافور نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ امرت۔ اسی طرح دوسری ادویات سے کئی بکھیڑے کرنے پڑتے ہیں میں ایمانا عرض کرتا ہوں کہ ایک دوائی بھی مجھے ایسی بھی ڈالنی پڑتی ہے جس کو بناتے ہوئے چھ ماہ لگ جاتے ہیں۔ اور ان جھوٹے اشتہار بازوں کے خیال میں بھی نہیں آ سکتی اسکی تضادی تاثیرات جو بڑے بڑے حکما کو بھی حیرانی میں ڈال دیتی ہیں اسمیں پیدا کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ہے برسوں کی محنت کے بعد میں نے اسکو ایجاد کیا اور اسکے بعد کتنی دیر تک اسمیں تغیر و تبدل کرتا رہا ۔

غضب کیا

کیا عرض کروں کئی آدمی قیمت کی کمی دیکھ کر ان اشتہار بازوں کے پاس پھنس جاتے ہیں۔ نقل اور اصل کا فرق جتلانے کے لئے ہم نے بھی امرت دھارا کی نقل تیار کی ہے جس کا نام آب حیات رکھا ہے۔ قیمت اسکی صرف ۱۲ فی شیشی ہے۔ اتنی شیشی امرت دھارا کی قیمت عہ ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ میری نقل کا بھی وہ مقابلہ نہیں کر سکتے ۔

آجکل ہر حکیم یہی چاہتا ہے کہ وہ کسی طرح امرت دھارا جیسی دوائی کا مالک ہو جاوے۔ بڑے بڑے پرانے اشتہار بازوں نے بھی جن کو کبھی سالہا سال تک ایسی دوائی کا خواب بھی نہ آیا تھا۔ اب مجھے دار الفاظ میں ایسی ہی اوصاف صحت درست مشتہر کر رہے ہیں جو بھی اشتہار نکلتا ہے اسمیں سب سے زیادہ صفت ایسی ہی دوائی کی ہوتی ہے۔ غضب تو یہ ہے کہ امرت کا لفظ تو ہر جگہ ضرور ہے۔ تاہم بعض ان میں سے نام میں کسی نہ کسی طرح لفظ امرت کو لانا چاہتے ہیں۔ ناظرین **صرف لفظ امرت دیکھ کر دھوکے میں نہ آجاویں۔** امرت دھارا کو ہمیشہ یاد رکھیں اور اس نام کی ایسی اوصاف والی دوائی کوئی نہ خریدیں ورنہ نقصان اٹھاوینگے ۔

بعض تو ایسے برخوردار نکلے ہیں کہ یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ ہم سالہا سال سے اسکو تجربہ کر رہے ہیں اور آج اشتہار نکلتا ہے اور وہ ہماری فہرست نقل کر کے فوراً لکھ دیتے ہیں . . . . نے جس قدر نام پایا ہے اسکی مکمل تعریف مشکل ہے ۔

مگر دیکھیں سنگ بو تیزی سا اوصاف کچھ بھی وہ نہیں ملا سکتے ہیں۔ کئی رنگ ملانے کیواسطے زہریلے رنگ داخل کر کے مریضوں کا ستیاناس کر رہے ہیں واقعی میں اپنے آپکو خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ ایشور نے مجھے ایسی ایجاد کرنے کا فخر دیا۔ جو سارے ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہے اور کسی دن دنیا میں پہنچنے کا دعوےٰ رکھتی ہے۔ مگر مجھے رنج معلوم ہوتا ہے جب پبلک کو دھوکہ کھاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

یاد رکھو کوئی دوائی امرت دھارا کا مقابلہ نہیں کر سکتی نکلیں صرف چند معمولی امراض میں فائدہ میں تو دیں مگر مزمن اور دیرینہ امراض میں خاک نہیں کرینگی اور سخت سے سخت امراض میں جو ان پر بھروسہ کریگا آخر کو پچھتاوے گا۔ جو صاحب تھا عرض کر دیا ہے ۔

جھوٹے اشتہاروں سے منگوائی ہوئی دوائی نے کیسے اثر کیا

ٹھاکر دت شرما مالک کارخانہ امرت دھارا و ایڈیٹر اخبار دیش اپکارک و مصنف متعدد رسائل طبی لاہور

کیا آپ بیمار ہیں

جبکہ آپکی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایکمرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈس ڈسپیپسیا پلس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا اور پہلے کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کیوجہ سے انتڑیوں میں فضلہ زیادہ عرصہ رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار۔ یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دورا یعنے چکرانا۔ دردسر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا اور مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے ڈوڈس کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈس ڈسپیپسیا پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے انجروں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ اور مرد اور عورت کو ہمیشہ کیلئے صحت عطا کرتی ہیں۔ قیمت ۱۳ اور ۱۸ اور ۱۲ ر والی شیشی میں ۱۴۰ گولیاں ہیں۔ جو ۱۴ ر والی شیشی سے تیگنی ہے کل دوا فروشوں سے ملسکتی ہیں ۱۲ ر والی شیشی ڈوڈن پی اور باکس ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کے لئے ہمیشہ بچے سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے اگر بچہ سست یا مرجھایا ہو اور بھوک تنگ گئی ہو تو اسکوٹس ایملشن دینا چاہئیے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچے میں بڑا فرق پڑ جائیگا۔ اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائے گا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے بالکل سے نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کیلئے سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور رمضان شریف میں خصوصاً ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جبتک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ پر تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھکر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے دیئے ہوئے نوٹوں آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں اگر ان کو آپ نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور۔ ھدی اور شفا ہے۔ ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ۔ سات پارے طیار ہیں اکٹھے خریدار سے صرف ایام رمضان میں چھ روپیہ لئے جائیں گے۔

دفتر الحکم۔ قادیان سے درخواست کریں۔

پانچ روپے کے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد کے سبب دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیلئے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۹۰۰ کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی نہایت مفید نہ ہو سکے اسکی اس کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بد نصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے **روح حیات** کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بی۔ این صاحب بہادر میڈیکل سروس شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق چوبند کرکے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح اور تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی بیٹھکر بے آب ہو جائیں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۰۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کوئی ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے جن کی بچپن زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کا حکم و تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے۔ چہرہ میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے و دیگر امراضات جو کثرت خواہشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکو دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ جریان۔ سرعت رقت۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے اسکے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت فی شیشی عہ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے ہمارا روغن دافع سستی ہے پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کرکے معدوم طاقت کو از سر نو بحال کرتا ہے بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی للعہ

یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر۔ کیمیاگر۔ پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں ۔

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے۔ برمن کی بنائی ہوئی مجرب

فصلی بخار۔ اور طحال کی دواء

یہ دوا چھتیس برس سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دواء کو ایکمرتبہ ضرور منگوا کر آزمایش کیجئے۔ اس دواء میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلئے اسکی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی چودہ ۱۴؍ محصولڈاک ۶؍ دو شیشی ۸؍

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ ۸؍ محصولڈاک ۵؍ دو شیشی ۶؍

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانیسے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانیسے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴؍) محصولڈاک ایک سے ۳ تک ۵؍ بارہ ڈبیہ ۶؍

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن ۵ و ۶۔ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہار دہندگی گرم بازاری۔ مضمون نویسی کی تیزی و طراری مریضوں کی آنکھوں [illegible] آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی پر ختم نہیں ہے ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ دیکھا اس میں بھی [illegible] ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہو رہی ہے اس مرض کیلئے معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل [illegible] بالکل فوراً رفع ہو جاتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کیلئے [illegible] یہ نہایت [illegible] جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول مفت [illegible] پھر اگر [illegible] ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس ایک روپیہ عہ۔ **طلا طلسمی** [illegible] کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے [illegible] امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے ہمارا اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں۔ [illegible] طلسمی کیمیا ہیں انشاء اللہ وہ اس کو پائیں۔ قیمت [illegible] **سرمہ سلیمانی** آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۹؍ **سنون دندان**۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا [illegible] شکل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۲؍

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڑھ ضلع دہلی۔

انوار احمدی پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

اتحاد المُسلِمین

قرآن مجید نے تو مسلمانوں کو بڑے زور سے تاکید کی تھی - کہ حبل اللہ کو مضبوط پکڑے رہنا - اور تفرقہ نہ کرنا - مگر شومیٔ اعمال نے مسلمانوں کو اس مرکز سے پرے ہٹا دیا - اور اس کا نتیجہ وہی ہوا - جو قرآن مجید میں پہلے سے بتا دیا گیا تھا - کہ فتفشلوا وتذھب ریحکم مسلمان ایسے پھسلے ہیں - کہ ان کا سنبھلنا مشکل ہو رہا ہے - اور ان کی بندھی ہوئی ہوا ایسی بگڑی ہے کہ بنائے نہیں بنتی - میں نے اپنی طاقت اور سمجھ کے موافق اس مضمون پر بہت کچھ لکھا - گذشتہ سال الحکم میں عام طور پر اس بحث کو اُٹھایا گیا - اور موجودہ حالات کے لحاظ سے حضرات

علماء اکرام کو متوجہ کیا گیا - کہ وہ اغیار کے حملوں کی شدت پر نگاہ کریں - کس طرح وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں - ایسے وقت اور ایسی حالت میں ہمارا منتشر ہونا اور اپنے فروعی اختلافات میں اڑے رہنا سخت نامناسب ہے - بلکہ یہ وقت ہے کہ باہمی سخت مخالفت کے ہوتے ہوئے بھی دشمنوں کے مقابلہ پر ہم معاویہ اور جناب امیر کے طرز عمل کو مدنظر رکھیں - اور خدا کے لیئے مسلمانوں کو مسلمان رہنے دیں - اس امر کی کوشش نہ کریں کہ جزوی اختلافات کی بنا پر

فتاویٰ تکفیر

جاری کریں - بلکہ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ غیروں کو داخل اسلام کریں نہ کہ مسلمانوں کو حلقہ اسلام سے نکالیں - علماء کرام اگر اپنے معزز و محترم اسلاف کے نقش قدم پر چلتے تو اس قسم کی مشکلات پیش نہ آتیں - مگر افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس اختلاف نے اس نازک حالت تک مسلمانوں کو پہونچایا کہ ان کی طاقت اندرونی مخاصمتوں میں صرف ہونے لگی - اور بیرونی حملہ آور دلیر ہوتے گئے -

خدا کا شکر ہے کہ آخر یہ آواز جو محض نیک نیتی اور خدا کی رضا کیلئے اُٹھائی گئی تھی - کسی حد تک بارآور ہوتی نظر آتی ہے -

ایک انجمن اتحاد المسلمین قایم ہوئی ہے - جسکے محرک مولوی حشمت علی دہلوی ہیں - میں جب دہلی میں تھا - مولوی حشمت علی صاحب سے عموماً اس مضمون پر گفتگو ہوتی - اور دہلی کی انجمن خادم المسلمین کی بنیاد اسی اصل پر قایم کی گئی - اس طریق کو میں نے دہلی کی انجمن ہدایت اسلام کے ارکان کے سامنے بھی رکھا - اور عملی طور پر اسے جاری کرنے کی لئے خواہش کی گئی - مولوی حشمت علی صاحب نے زاں بعد ایک سفر کیا اور وہ قادیان بھی آئے - حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے ان کی اس تحریک کو پسند کیا - اب یہ تحریک کسی قدر عملی رنگ اختیار کرنے لگی ہے اور میں اس امر کو خوشی سے ظاہر کرتا ہوں - کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اسے اپنے اخبار میں شروع کیا ہے اور عملی طور پر انہوں نے مکرمی میر قاسم علی شاہ صاحب ایڈیٹر الحق کے ساتھ ملکر ماہ جون میں ایک ہی پلیٹ فارم پر دشمن اسلام پنڈت بہوجدت آریہ کا مقابلہ کیا ہے ایسی نظیریں نہایت قابل قدر اور واجب العمل ہیں میری سمجھ میں مسلمانوں میں اتحاد ہو جانا بہت آسان ہے اور میں نے ہمیشہ اس تعلق کا ذمہ دار علماء کو قرار دیا ہے ممکن ہے کہ میری رائے غلط ہو مگر میرا خیال یہ ہے کہ بعض مولوی صاحبان اپنا مقدم فرض یہی سمجھتے ہیں کہ وہ دو فرقے بنا کر اپنا اُلّو سیدھا کریں - اگر وہ اتحاد بین المسلمین کی ضرورت کو مقدم کر لیں اور ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمانوں کو آزار نہ پہونچانا اسلام کا شیوہ اور جزو ایمان قرار دے لیں تو یہ مشکل حل ہو جائے -

پس اس وقت اگر اتحاد المسلمین کے کام کو زیادہ مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے عملی تدابیر کو اختیار کیا جاوے - تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ مسلمانوں کے اندرونی اختلافات بھی مٹ جاویں کیونکہ جبکہ باہم ایک دوسرے سے ملنے ملانے کا سلسلہ شروع ہو جاوے تو ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات بھی ہو سکتا ہے - اور انسان چونکہ ضد اور ہٹ کے درجہ سے اتر آتا ہے - اور نفسانیت اس میں نہیں رہتی - اس لیے کہ وہ حق کے قبول کرنے میں دلیری کرتا ہے - میری سمجھ میں اگر حضرات علماء اسلام تھوڑی سی توجہ کریں اور وہ خدا کے لیئے امت مرحومہ پر رحم کریں تو اسلام اور اہل اسلام میں ایک نئی زندگی کی روح پیدا ہو سکتی ہے -

اول - تکفیر بازی کو چھوڑ دیا جائے ذرا ذرا سے اختلافات پر جو کفر کے فتوی دیئے جاتے ہیں اس سے عام طور پر رجوع کیا جائے - اور ان فتاوی کفر کو اُٹھا دیا جاوے - عقائد اسلام و ارکان اسلام کی بجا آوری اور ایمان پر بھی کسی اختلاف کو باعث کفر قرار دینا سخت تفرقہ کا موجب ہوتا ہے - یہ ہمارے ساتھ ہی نہیں بلکہ غیر مقلد اور مقلد اور شیعہ سنی اور احمدی - غیر احمدی - وغیرہ سب میں یہ بلا پڑی ہوئی ہے - پس جو شخص عقاید اسلام پر ایمان لاتا اور ایمان لانے کا اعتراف اور اعلان کرتا ہے اور حتی الوسع بجا آوری ارکان اسلام کرتا ہے اس کو کافر نہ کہا جاوے اور عوام کو ایسی بحثوں سے باز رکھا جائے -

علماء اسلام میں اگر کوئی تنازعہ ہو تو وہ بطور خود اس کا تصفیہ اپنی مجلس علما میں کر لیا کریں - یا اگر وہ پسند کریں تو تحریری طور پر بھی ہوتا رہے - مگر ان تقریروں اور تحریروں میں تشدد اور ذاتی حملوں کو آڑ بنا کر حق کو پوشیدہ نہ کیا جاوے - نہایت تہذیب اور شائستگی سے ایسی بحثیں اخبارات و رسالجات میں جاری رہ سکتی ہیں -

دوم - مساجد میں آنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت اُٹھا دی جائے - یہ نہایت ہی خطرناک غلطی مسلمانوں میں پھیلی ہے اور میں اس کے کہنے میں مضایقہ نہیں دیکھتا - کہ اسکا ابتدا حضرات غیر مقلدین کی طرف سے ہوا - انہوں نے برادران اہل حدیث کو

اسے مسجدوں سے نکالنا شروع کیا۔ اب تک بھی مجھے دہلی میں یہ خطرناک نشان نظر آیا۔ کہ مسجدوں پر مسجد حنفیہ کے پتھر لگائے گئے۔ میں نے اپنے قیام دہلی میں اس تجویز کو انجمن خادم المسلمین کے سامنے رکھا تھا۔ اور اس کے نوجوان اور پرجوش کارکنوں کے زیر نظر یہ مقصد تھا اور غالباً ہو گا کہ اس تفرقہ کے بنیادی پتھر کو اکھڑوا دینا چاہیئے۔ اور اس قسم کا کام جب ہو گا۔ علماء کے اثر اور کوشش سے ہو گا اگر حنفی علماء امت محمدیہ پر رحم کریں اور مسلمانوں کی اس بگڑی ہوئی حالت کا احساس کریں تو انہیں یہ سمجھ آجاتی کچھ بھی مشکل نہیں کہ مسجدیں تو ذکر اللہ کے لئے ہوتی ہیں نہ اس قسم کی دھڑہ بندی اور تفرقہ پیدا کرنیکا ذریعہ اگر اہل دل حضرات اس پر توجہ کریں تو یہ آئے دن کے فسادات اور جھگڑے مٹ جاویں۔ اور مسلمانوں کے ہزاروں لاکھوں روپیہ کا نقصان جو مقدمات کی صورت میں ہوتا ہے۔ بچ جاوے۔

غرض یہ وہ ضروری اصل ہیں۔ ہر شخص کو خواہ وہ کسی عقیدہ کا ہو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جاوے اور فروعی اختلافات پر ایسا تشدد نہ کیا جائے جو اختلاف امتی رحمۃ کی حد سے نکلکر لعنت کی شکل اختیار کرلے۔ بہر حال یہ تجویز اتحاد المسلمین کی مبارک اور مفید ہے اور قرآن مجید کی اصل غرض اور مقصد کے نیچے ہے۔ اور اس کو عملی طور پر جاری کرنا علماء کے ہاتھ میں ہے

(باقی مضمون دیکھو صفحہ ۵ کالم اول سے)

زراعتی بنک اور علمائے اسلام کو

کچھ دن گذرے ہیں کہ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ریونیو ممبر بہاولپور کی طرف سے علمائے اسلام کے نام ایک نیاز نامہ اور استفتا الحکم میں چھاپا گیا تھا۔ اور خواہش کی گئی تھی کہ علمائے اسلام اس پر توجہ کر کے جواب دیں۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی سرپرستوں یعنے علمائے اسلام میں قومی احساس نہیں رہا۔ اور وہ ضروریات دین سے ایک حد تک بے خبر ہو رہے ہیں۔

زمینداروں کی جو حالت ہو رہی ہے۔ اور مسلمان زمینداروں کو جو نقصان عام ساہوکارہ نے پہنچایا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں ہے۔ دیہات کے دیہات مسلمانوں کی ملکیت سے نکلکر ساہوکاروں کے قبضہ میں چلے گئے ہیں۔ اور غریب زمیندار نہایت ذلیل زندگی بسر کر رہے ہیں۔ (ایکٹ انتقال اراضی (جو زمینداروں کے لئے ابر رحمت ثابت ہوا ہے) اگر نہ ہو گیا ہوتا۔ تو زمینداروں اور مسلمان زمینداروں کی حالت اس سے بھی بدتر ہو جاتی غرض زمینداروں میں کثرت جرایم بھی اسی افلاس کا نتیجہ ہے۔ گورنمنٹ کے بعض نیکدل حکام نے زمینداروں کی اصلاح کے لئے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں۔ ان کے مصارف شادی غمی کی اصلاح کر رہے ہیں۔ اور کہیں ان کے مالی مشکلات کو دور کرنے کی تجاویز پر غور ہو رہا ہے اس لحاظ سے گورنمنٹ نے زمینداروں پر خصوصاً بہت بڑا احسان کیا ہے زمینداروں کی اصلاح حالت کے خیال سے زراعتی بنکوں کی بھی ایک تجویز کی گئی ہے۔ یہ تجویز پنجاب بھر میں نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے۔ اور اس نیاز نامہ میں جو کسی گذشتہ اشاعت میں شایع کیا گیا ہے۔ اس کی تمام صورتوں کا ایک خاکہ کھینچا گیا ہے۔ بعض مسلمان زمینداروں کی راہ میں زراعتی بنکوں کے ساتھ لین دین کا مسئلہ مذہبی پہلو سے روک ہو رہا ہے اور وہ

سود کا سوال ہے

مجھے اس پر کچھ کہنے کا کوئی حق نہیں یہ علماء اسلام کا کام ہے کہ وہ اس پر اجتہادی بحث کریں۔ اور کم از کم اپنی راؤں سے پبلک کو متمتع ہونے دیں۔ نیاز نامہ مذکور میں جو حالت ہو رہی ہے۔ اور زراعتی بنکوں کی جو صورتیں ہیں وہ واضح طور پر لکھدی گئی ہیں۔ اور اس پر غور کرنے میں سہولت اور آسانی ہے۔

اہلحدیث امرتسر نے اس نیاز نامہ کو اپنے اخبار میں تمام وکمال شایع کر دیا ہے اور شایع کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار بھی کر دیا ہے۔ اس لحاظ کہ دوسرے لوگوں کو غور کرنیکا موقعہ مل سکے میں ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کی رائے ذیل میں چھاپ دیتا ہوں۔ میرا خیال ہے۔ کہ دیگر علماء اہلحدیث بھی اس سوال پر اپنے اپنے خیالات کو ظاہر کر دیں گے۔ تاکہ زراعتی بنکوں کا سوال حل ہو جاوے۔ زراعتی بنکوں کا مسئلہ بظاہر بالکل صاف ہے مسلمان زمینداروں کی حالت بہت نازک ہو رہی ہے زراعتی بنکوں کی شمولیت سے تو انہیں روکا جاتا ہے۔ مگر دوسری طرف وہ ۶ روپیہ فیصدی اور پچاس فیصدی سود دے رہے ہیں۔

حالانکہ زراعتی بنکوں میں بہت سی ایسی صورتیں ہیں جنکا نام سود نہیں رکھا جا سکتا۔ اس بحث سے میرا یہ مقصد نہیں کہ علماء اسلام خواہ نخواہ خدا کی حرام کردہ شے سود کا جواز ثابت کر دیں۔ ایسی کوشش کرنا سخت بے ایمانی اور اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ ہے۔ اور ہم اس سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ پیش کردہ صورتوں میں سے جس صورت پر سود کا اطلاق نہ ہو۔ اور عند اللہ وہ جائز ہو علماء اسلام اسکی تصریح کریں۔ تاکہ مسلمانوں کو اس خطرناک گرداب سے بچایا جاوے۔ جس میں وہ آجکل گھرے ہوئے ہیں۔ زراعتی بنکوں کے متعلق علماء اسلام کے جوابات تمام وکمال چھاپ دیئے جاویں گے۔

اس ضمن میں مجھے نہایت افسوس سے ایک نازک طبع مولوی کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔ جس کو یہ نیاز نامہ بغرض اظہار رائے بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے اس کا جواب دینا محض اس بنا پر مناسب نہیں سمجھا کہ یہ استفتا ایسے شخص نے ان کے پاس بھیجا تھا۔ جن کے ساتھ ان کی مخالفت تھی اور وہ ان سے اپنے روپیہ کا مطالبہ کر رہا تھا۔ اسلئے مولوی صاحب نے لکھدیا کہ۔ کوئی شریف آدمی فتویٰ پوچھے گا تو جواب دیا جائیگا۔

میں ابھی شرافت اور رزالت کی تو بحث نہیں کرتا۔ اور نہ اسکی ضرورت سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس سے نفس مطلب سے انسان دور چلا جاتا ہے۔ البتہ اگر مولوی صاحب موصوف نے پھر پوچھا تو میں انکو اسکی تشریح کرکے بتاؤنگا۔ سردست تو میں نے یہ ذکر اس منشے کیا ہے کہ کسقدر رونیکا مقام ہے کہ وہ لوگ جو علماء اسلام کہلاتے ہیں اور شریعت کے محافظ بنتے ہیں مسئلہ بتلانے میں نفسانیت کو کسقدر دخل دیتے ہیں ان کو حق بتانے سے غرض نہیں بلکہ زید اور بکر سے غرض ہے۔

کیا ایسے لوگوں کی ذات پر اسلام فخر کرسکتا ہے ایسے وجود جس قوم یا سوسائٹی میں ہوں وہ قابل نفرت اور لایق ملامت ہیں۔ انکا وجود قومی ادبار کا نشان ہے۔ اس قسم کی مثالیں علما نے اسلام کو بدنام کرنے کیلئے کافی ہیں ایسے لوگوں کا تدارک اور انسداد یہی ہے کہ سوسائٹی کو ایسے مضر وجود کو معلق چھوڑ دینا چاہیئے۔ بہر حال ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کا فتویٰ حسب ذیل ہے

زراعتی بنکوں کے متعلق فتویٰ

سوال مذکورہ سے پایا جاتا ہے کہ اس بنک کی بنیاد باہمی ہمدردی پر ہے نہ کہ شخصی فایدہ پر۔ علاوہ اس کے شرکا بنک ہی مستفید ہونگے اس لیئے اگر کوئی رقم ضایع بھی ہوگی تو ہر ایک اس کے نقصان میں بھی شریک ہوگا۔ غرض نفع نقصان کے دونوں پہلو اس میں برابر ہیں۔ لہذا میری ناقص تحقیق میں جائز ہے۔ علمائے کرام کے جوابات بھی درج ہونگے "ایڈیٹر اہلحدیث"

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کی رائے پر کسی قسم کی رائے زنی کی مجھے حاجت نہیں۔ ایسا ہی دوسرے علماء کی رائیں بھی بلاکم و کاست درج ہوتی رہیں گی۔ علماء کرام جلد اپنے اپنے فتوے بھیجکر مشکور فرمادیں۔

بقیہ مضمون اتحاد المسلمین متعلقہ صفحہ ۴

عوام علے العموم ان کے متبع ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس معاملہ میں ابتدا کی ہے۔ اور محض ان کی سلسلہ کے ساتھہ دشمنی اور عداوت اس امر میں ہماری سدراہ نہیں ہونی چاہیے کہ ان کے نیک کام کی ہم تعریف یا تائید نہ کریں۔ ضرورت ہے۔ کہ **مسلمان اخبارات اس ضرورت پر متفقہ** آواز اٹھائیں اور اپنے اپنے حلقہ اثر میں انکی موثر بنانے کی کوشش کریں۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق چاہیں۔ اس کے ساتھہ ہی میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے ہمخیال علماء کو اس طرف متوجہ کریں تو ان میں کثرت سے ایسے لوگ نکل آئیں گے۔ جو میری پیش کردہ تجاویز سے اتفاق کریں گے۔ بجز ان لوگوں کے جو نفسانیت سے کوئی کام کر رہے ہیں۔ کم از کم دس سال کے لیئے اس قسم کی تجویز پر عمل کرکے دیکھہ لیا جاوے کہ اس کے نتائج کیسے بابرکت ہوتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان تجاویز سے کوئی عملی فائدہ اٹھایا جاویگا۔ اور کوشش شروع ہوجائے گی کہ علمائے کرام بیجا تکفیر بازی کی مخالفت کریں۔ اور مسلمانوں کو مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روکیں تا اس سے تعصب اور شدید منافرت دور ہوجائیگا۔

یہ کام ندوۃ العلماء نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ مگر اسکی صرف ہمت ہی عمارتوں کی طرف ہو رہی ہے۔ اور اخلاقی جرأت سے کام لینے والے انمیں بھی کم ہیں۔ بہر حال اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان اسطرف توجہ کریں اور اسکی ابتدا علماء اسلام کی طرف سے ہونی چاہیئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے چونکہ اس کے لیئے پرجوش قدم اٹھایا ہے۔ اسلیئے میں چاہتا ہوں کہ فتویٰ تکفیر کے متعلق وہ اپنے حلقہ کے علماء کیطرف سے ایک اعلان شایع کرانے کی سعی کریں۔ مختلف فرقوں پر جو کفر کے فتوے محض ضد اور عداوت سے دیئے گئے ہیں۔ انہیں اٹھادو۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اس سے میری یہ غرض ہرگز نہیں کہ ہم ان تکفیر کے فتووں سے ڈرتے ہیں ہمارے نزدیک تو انکی کوئی وقعت اب رہی ہی نہیں۔ اس سے بھی علماء کی توہین ہو رہی ہے۔ کیونکہ وہ محض بے محل اور بیجا فتوے دیئے جاتے ہیں۔ انمیں خشیۃ اللہ اور تقویٰ سے کام نہیں لیا جاتا۔ اور اسی وجہ سے وہ بے اثر ہیں۔ مگر ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا یہ ذریعہ ہو رہے ہیں۔ اور اسی لحاظ سے خطرناک ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور توحید۔ ملائکہ۔ کتب سماوی۔ اور اللہ کے رسولوں۔ اور ختم نبوت۔ اور مسئلہ تقدیر اور حشر نشر۔ جنت و دوزخ۔ قیامت کے قایل۔ اور قبلہ کیطرف منہ کرکے نماز پڑھتے روزہ رکھتے۔ قرآن کریم کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام یقین کرتے اور اسپر عمل کرتے ہوں۔ انہیں کافر کہنا کہاں کی دیانت اور تقویٰ ہے۔ یہ صدائے عام ہونی چاہیئے علماء کا ایک گروہ بھی اگر جرأت کرکے آگے بڑھا تو یقیناً یاد رکھو وہ خدائے تعالیٰ اور خلق اللہ کے نزدیک قابل قدر ہوگا۔ ہمیں کلام نہیں کہ بعض کم ظرف علماء جو اپنی تنگ خیالی اور کفر سازی کے لیئے بدنام ہیں ناراض ہونگے مگر میری یہی رائے ہے۔ کہ اخلاص اور للہیت کے مقابلہ میں کسی شخص کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔ مبارک ہوگا وہ انسان جو اس تفرقہ کو مٹانے کے لیئے میدان میں اترے گا۔ یہ ایک جنگ ہے جو نفس اور انسان پرستی کے خلاف مسلمانوں کو کرنا پڑے گا۔

یہ تیر و سنان کا جنگ نہیں ہاں اخلاقی جرأت کے ساتھہ نفس کشی کا جنگ ہے۔ بہت سی باتیں خلاف سننی پڑیں گی۔ اور تکفیر بازی کو مٹاتے ہوئے۔ ایک جدید سلسلہ تکفیر کا چندروز کے لیئے ممکن ہے۔ شروع ہو جاوے۔ یعنے جو شخص مثلاً احمدیوں کے خلاف فتویٰ کفر کو اٹھانے۔ وہ کافر قرار دیا جاوے۔ یا جو غیر مقلدین کے خلاف اپنی آواز روکے اُسے بدعتی یا مشرک کہا جاوے۔ ایسا ہی جو اہلحدیث کے خلاف چپ ہو جانیکا مشورہ دیا جاوے۔ اُسے کوسا جاوے۔ مگر اے حق جو بندو! یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ یہ جنگ آنی ہوگی اور اس میں فتح تمہارے نام کی ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز اسکا نتیجہ نیک ہے اور اسکے بعد صلح اور امن یقینی ہے۔ بس خواہ وہ... الاکس

ہو کر زیتون کی شاخ منہ میں لیکر۔ نکل کھڑے ہو اور علماء ربانی کی صف میں اپنا مقام بنالو۔

قابل توجہ گورنمنٹ عالیہ

پچھلے ایام میں جو بے چینی ہند کے مختلف مقامات میں موجود تھی۔ اور جو کہ اب بھی بعض بعض صوبوں میں کبھی کبھی بیر ظاہر ہو رہی ہے۔ اس کے اسباب میں سے بعض نوجوان اور تیز طبع حکومت پسند سولین بھی ثابت ہوئے ہیں۔ جو کہ اپنی تیزی طبع سے ہندوستانی کیرکٹر کو بغیر سمجھے اور سوچے ایسے ایسے کام کر بیٹھتے ہیں جن سے شریف الطبع کثیر التعداد وفادار رعایا کے دلوں پر سخت دردناک چوٹ آتی ہے۔ اگرچہ ایسے اصحاب چند ہی ہوں۔ لیکن جس جس ضلع میں انکی باری حکومت کی آجاتی ہے یا جہاں جہاں کی عنان اُن کے ہاتھ میں دیجاتی ہے وہ لوگوں کو اکثر اوقات بلاوجہ تنگ کرتے ہیں۔ اور ان پر ناجائز سختی کرتے ہیں۔ اور تحمل اور بردباری اور عاقبت اندیشی سے کام نہیں کرتے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے اسکے کہ گورنمنٹ کیطرف سے انصاف اور رعایا سے نیک سلوک کا ثبوت دیں وہ گورنمنٹ کیطرف سے لوگوں کو ظلم کا الزام دینے پر مجبور کرتے ہیں بعد اسطرح سے گورنمنٹ کے اصول کے خلاف کارروائی کر کے اس کے خیرخواہ نہیں بلکہ دشمن ثابت ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس میں گورنمنٹ عالیہ کا یا اعلیٰ افسران گورنمنٹ کا کوئی قصور نہیں ہوتا جو کہ رات دن ملک کی بہبودی میں لگے رہتے ہیں۔ لیکن ایسے افسران کی بے اعتدالیوں سے پھر بھی عام لوگوں کو گورنمنٹ عالیہ کی نسبت بدظنی ہو جاتی ہے۔ اس کی نسبت مختلف اخباروں میں بہت زور شور سے لکھا جاچکا ہے۔ اور گورنمنٹ عالیہ نے اس پوزیشن کو سمجھکر اپنے افسران کو بار بار تاکید سے سرکلروں کے ذریعہ سے متنبہ کیا ہے کہ حتی الامکان شرفا کے ساتھ ملائمت سے برتاؤ کیا جاوے۔ اور نرمی گورنمنٹ کے افسران کی پالیسی ہو۔ مگر بعض اصحاب سولین ایسے تیز ہوتے ہیں۔ کہ وہ گورنمنٹ کے ان احکام کی بالکل قدر نہیں کرتے۔ اور اس طرح پر ایسی ایسی بے ضابطگیاں کر بیٹھتے ہیں کہ جن سے گورنمنٹ پر لوگوں کو بدظنی کرنیکا احتمال ہوتا ہے۔ اور باوجود اس بے چینی کے جو ہندوستان میں امن وچین کے لئے سخت رخنہ انداز ہو رہی ہے پھر وہ اپنی حکومت کے نشہ میں اپنے فرائض کو بھول جاتے ہیں۔

وہ لوگ جو سرکار کے برخلاف بے چینی پھیلانے کے لئے کوشش میں رہتے ہیں۔ اور جن سے کہ گورنمنٹ عالیہ خوب خبردار ہے۔ ایسے لوگ ان ذرایعہ میں سے ایک یہ بھی ترکیب استعمال کرتے ہیں۔ کہ بعض تیز طبع افسران کو بسبب ہر وقت ان کے گرد رہنے کے ایسے رنگ میں بہر کا دیتے ہیں۔ کہ وہ معلوم بھی نہیں کر سکتے۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض بے شر اور وفادار اشخاص کے خلاف اپنی غلط بیانی سے تیز طبع افسروں کو اکسا دیتے ہیں۔ تاکہ انگریزی حکومت کا نام بدنام ہو۔ اور ایسے نوجوان افسر بعض ناجائز کارروائیاں بے سوچے سمجھے کر بیٹھتے ہیں۔ جنکا نتیجہ نہ وفادار رعایا کے لئے حوصلہ افزائی کا موجب ہے اور نہ گورنمنٹ کی بہبودی اور نیک نام اور نیک ارادے کے لئے ممد ہے اس لئے گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ مذکورہ بالا بات کو بھی مدنظر رکھکر اپنی وفادار رعایا کی پورے طور پر نگہبانی کرے۔ اور اس کے حقوق کی حفاظت ایسے دشمنان ملک و دشمنان قوم کے ہاتھ سے کرائے۔ اور ایسے افسران کی جو اپنی ذمہ داریوں کو ابھی نہیں سمجھ سکتے۔ خاص طور پر نگران حال رہے تاکہ رعایا کی وفاداری دن بدن گورنمنٹ کے ساتھ بڑھے اور کوئی بھی وجہ رعایا کے دلوں سے وفاداری کو کم کرنے والی پیدا نہ ہو۔ اور پھر بھی خواہ سرکار کا فرض ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کو ہر ایک ایسے امر سے اطلاع دے۔ جو کسی رنگ میں گورنمنٹ عالیہ کے کریڈیٹ کو نقصان پہونچانیوالا ہو۔

چنانچہ اسی ضمن میں ایک بے اعتدالی کو جو حال میں واقعہ ہوئی ہے۔ ہم گورنمنٹ کی توجہ میں لاتے ہیں۔ ...... جسمیں صریح سختی شاہی استعمال کی گئی ہے۔ اور ایک باعزت وفادار کی عزت ریزی کرنے میں بہت عجلت اور ناعاقبت اندیشی استعمال کی گئی ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ ایک نیک اور پاک و بے شر انسان ہیں۔ سوائے سرکاری فرایض کی ادائیگی اور عبادت الٰہی کے آپکا دوسرا شغل نہ تھا۔ آپ کا کریکٹر کیا مسلمانوں میں اور کیا خدا ترس ہندوؤں میں مسلمہ بے داغ تھا۔ اور کثیر التعداد گروہ پر یہ یقینی اثر تھا۔ کہ وہ شخص بہت متقی اور دیانتدار ہے کسی سرکاری شہادت میں جو کہ ان کو بحیثیت اسسٹنٹ سرجن اور بطور سرکاری گواہ کے دینی پڑی جسکی اصلیت عنقریب یقینی طور پر معلوم ہونے پر عرض کیجاویگی۔ اور اس پر کسی قسم کی رائے زنی کی سردست ضرورت ہے جبکہ مقدمہ دایر عدالت ہے۔ لیکن بعض واقعات کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ اور جو کہ ابتک معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں۔ .... کہ کسی شخص نے یہ بات اڑا دی کہ نتیجہ پوسٹ مارٹم جس میں لکھا گیا تھا۔ کہ ایک شخص کی موت جو کسی دنگے میں مارا گیا۔ طحال کے پھٹنے سے واقع ہوئی۔ درست نہیں اسپر اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے سول سرجن ضلع شاہپور سے تین ہفتہ کے بعد لاش اکھڑا کر پھر ملاحظہ کرائی۔ ہم کو ابھی تک سول سرجن صاحب کی پوری رائے سے اطلاع نہیں آئی۔ سول سرجن صاحب کے بیان کی نقل آنے پر شایع کی جاویگی۔ مگر جس حلف دروغی پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے۔ کہ

ڈاکٹر بشارت احمد نے بیان کیا کہ اسکی تلی کو میں نے اپنی زیر نگرانی چوہڑے سے وزن کرایا - اور بٹے میں نے خود ڈالے - اور چوہڑے نے کہا کہ تلی کا وزن اُس نے کیا ہے - اور بٹے بھی اسی نے ڈالے تھے - اور تولا بھی اُسی نے تھا -

مسٹر فیلی صاحب اسسٹنٹ کمشنر سرگودھا نے ڈاکٹر صاحب کو اس اختلاف کیوجہ سے زیر دفعہ ۱۹۳ تعزیرات ہند ہتھکڑی سرگودہ سے پرے جنگل میں لگانے کا حکم دیدیا اور جب وکیل نے ضمانت کی درخواست پیش کی تو وہ درخواست نہ لی - اور واپس کردی - اور کہا جو کچھ ہمنے کیا ہے سوچ سمجھ کر کیا ہے - صاحب موصوف کی یہ کارروائی قانونی نکتہ خیال سے ایسی ہے کہ اس پر رائے زنی کا یہ وقت نہیں - یہ بعد فیصلہ ہم لکھیں گے - مگر اس میں شک نہیں کہ یہ حکم صاحب بہادر نے جمعہ کے روز شام کو پانچ بجے سنایا - تاکہ اسوقت کوئی اور چارہ جوئی نہ ہوسکے - اور ان ایام میں سنایا جبکہ سشن جج صاحب بہادر رخصت پر تھے - اور صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر ضلع سکیسر پہاڑ پر گئے ہوئے تھے - اور پھر ڈاکٹر صاحب کو اس مہتر کے ساتھ - جبکو کہ اس جرم میں ہتھکڑی لگائی گئی تھی - ہتھکڑی لگوائی - اور اپنے ہمراہ دورہ سے سرگودہا میں لائے - تاکہ ڈاکٹر صاحب کی اچھی طرح بے عزتی ہو جاوے - اس میں قابل توجہ یہ امر ہے کہ اگر مسٹر فلیی صاحب کو یہ یقین ہوگیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے جھوٹ بولا ہے - تو اس کا مقدمہ اسپر باقاعدہ بنایا جاتا - اور تحقیق کے بعد اگر جرم ثابت ہوتا - تو خواہ حوالات میں دیتے یا جو مناسب سلوک خیال میں آتا کرتے اس میں کسی کو شکایت نہ ہوتی - لیکن پیشتر اس کے کہ صاحب بہادر ایسا کرتے صاحب بہادر نے ایک گورنمنٹ کے وفادار اور گزیٹڈ افسر کو جس کے چال چلن میں پہلے کوئی داغ نہ تھا - اور جو کوئی اپنی قوم میں ایک اعزاز کی حیثیت رکھتا تھا - اور جسکی بے عزتی سے ایک وفادار رعایا کے بڑے حصہ کی دلشکنی ہوتی تھی بغیر سوچے سمجھے حوالات میں دیدیا - اور باوجود جرم قابل ضمانت ہونے کے ضمانت لینے سے انکار کردیا - اور درخواست پر بجائے حکم لکھنے کے واپس کردی -

صاحب بہادر کا ایسے اہم مقدمہ میں ایسی تاریخ رکھنا کہ افسران بالادست قریب نہ ہوں - اور پھر جمعہ کے روز حکم سنانا تاکہ کسی نہ کسی طرح ڈاکٹر صاحب سوموار تک کوئی چارہ جوئی نہ کرسکیں - اور اسطرح سے کم از کم تین روز تک تو حوالات میں رہ سکیں - اور پھر پانچ بجے حکم سنانا جو کہ آخری وقت اپنی عدالت کا تھا - باوجودیکہ مقدمہ دوپہر کو پیش ہو چکا تھا - اور باوجود جرم قابل ضمانت ہونے کے ضمانت نہ لینا - اور پھر مہتر کے ہمراہ ہتھکڑی لگوانا صاف ظاہر کرتا ہے - کہ کہاں تک صاحب بہادر نے منصف مزاجی سے کام لیا اور کہاں تک اپنے اس فرض کو کہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے اس علاقہ کی عزتوں کے محافظ مقرر کرکے بھیجے گئے ہیں ادا کیا - کچھ ہی ہو لیکن انکا ایسا فعل وفادار رعایا کی سخت دل شکنی کا باعث ہوا ہے - وقت ہے کہ گورنمنٹ کے افسران اپنے سچے اور اصل خیر خواہوں کی دلشکنی سے پرہیز کریں - جو لوگ نیک چلن اور شریف الطبع ہیں ان کے ساتھ سلوک میں شریروں اور مفسدوں سے سلوک میں امتیاز کریں - تاکہ اول الذکر قوم کے حوصلے پست نہ ہوں بالآخر گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند کی خدمت میں ادب سے التماس ہے کہ اس معاملہ میں دخل دے اور کسی معتبر افسر کے ذریعہ سے معلوم کرے کہ کسطرح سے اس میں ظلم اور تشدد کیا گیا ہے اور اس کا انسداد فرماوے تاکہ رعایا کے دلوں کو جو چوٹ پہونچی ہے اور جو ان کے دلوں پر بُرا اثر ہوا ہے دور ہو جاوے -

ہم آئندہ انشاءاللہ مفصل واقعات کے معلوم ہونے پر عرض کریں گے - کہ کیا کیا وجوہات اس ظلم کے ہوئے ہیں - فی الحال ہم اس درخواست پر ہی اس کو ختم کرتے ہیں +

اعلان

ذیل کا اعلان مفتی محمد صادق صاحب نے شایع کیا ہے جس کو بغرض آگاہی عام شایع کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

ترجمہ :- اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ کی مسجد میں اس کے نام کے ذکر سے روکے - اور اس کی بے آبادی کے درپے ہو ان لوگوں کے لئے مناسب نہ تھا کہ خوف دل کے ساتھ اس میں جاتے ایسے لوگوں کے لئے اس دنیا میں رسوائی ہے - اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے - (دیپ سوبقی)

مسلمانان لنڈھور غور فرمائیں

کہ ایک مسافر تمہارے شہر میں گیا - تو تمنے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا - کیا دین اسلام نے تم کو ایسی ہی مسافر نوازی سکھلائی ہے - آہ کہاں گیا اس نبی عربی محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مہمان نوازی کا پاک نمونہ - جس کے گھر میں ایک کافر نے رات بھر آرام کیا اور کھانا کھایا - اور بستر کو پلید کر گیا - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (میری جان آپ پر فدا ہو) اس بستر کو اپنے دست مبارک سے صاف کیا - اور باوجود اس کافر کے دوبارہ واپس آنے کے اُسے ملامت تک نہ کی - یہ مہمان نوازی کے مقدس اخلاق تھے جنہوں نے کافروں کو مسلمان بنا دیا - مگر آج مسلمانوں کے وہ اخلاق ہیں - کہ خود

اسلامی بچوں کو عیسائی اور آریہ بنا رہے ہیں یعنی کلمٹی بازار کی مسجد میں وعظ کیا۔ بہت سے سامعین موجود تھے۔ وعظ دین اسلام کی تائید میں اور آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر سے اعتراضات کے رفع کرنے میں تھا۔ جو غیر مذاہب کے لوگ آپ پر کرتے ہیں۔ سامعین اس سے محظوظ ہوئے اور بعض نے مجھے ملکر اظہار شکریہ کیا۔ باوجود اس کے تم لنڈ ہورے جو اس مسجد سے ڈیڑہ میل کے فاصلے پر ہے دوڑے ہوئے آئے۔ تاکہ دوسرے دن کے وعظ کو بند کردیں اور ڈپٹی مجسٹریٹ صاحب کو جاکر تکلیف دی کہ مسجد انجمن کی سپرد ہے۔ اس میں انکا وعظ نہ ہو۔ ورنہ فساد کا اندیشہ ہے۔ صاحب مجسٹریٹ نے جو حکم دیا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ جب کہ خود مسلمان ایک تائید اسلام کے لیکچر پر فساد کا اندیشہ ظاہر کرتے ہیں تو ان کا فرض تھا تو وہ اس رات اس مسجد میں لیکچر نہ ہونے دیتے۔ اور خوب ہوا کہ وہاں لیکچر نہ ہوا۔ ورنہ جن لوگوں نے مخالفت میں اسقدر شور مچایا۔ اور صریح لفظوں میں کہدیا کہ فساد کا خوف ہے۔ اگر لیکچر اس جگہ ہوتا تو معلوم نہیں کہ وہ کیا کرتے۔ شکر ہے کہ اس وقت ایک عادل گورنمنٹ برطانیہ کا اس ملک میں راج ہے۔ جس کے سبب سے ہر شخص امن سے زندگی بسر کر رہا ہے ورنہ تم لوگ تو شاید ہم کو شہر میں بھی نہ رہنے دیتے۔ بلکہ دنیا سے ہی خارج کرتے۔ پر جس کو خدا نہ خارج کرے اُسے کون خارج کرسکتا ہے۔

غرض ہمنے اس کے عوض میں اپنے مکان کے اندر ایک تقریر کرلی۔ اور وہی لوگ جو مسجد میں جمع ہونے کو آئے تھے۔ اُن میں سے بعض وہاں آگئے۔ جہاں میں نے ایک وعظ کیا۔ جسکا سامعین پر بہت اثر ہوا۔ اسطرح جو بات مسجد میں ہونی تھی۔ وہاں ہوگئی اور ہم کسی نقصان میں نہیں رہے پر تم لوگ غور کرو تم نے اس معاملہ میں کیسی کمزوری دکھلائی۔

اوّل تو تم اس مسجد میں کبھی نماز پڑھنے نہیں آتے وہ مسجد تمہارے گھروں سے ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جو وہاں کے نمازی ہیں وہ پہلے لیکچر میں موجود تھے۔ ان میں سے کوئی معترض نہ ہوا بلکہ سب خوش ہوئے۔ اور کون مسلمان ہے جو آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مناقب سننے سے ناخوش ہو۔

دوم۔ تم نے ایک اسلامی وعظ کو بند کراکر اپنی مسلمانی کا خوب نمونہ دکھلایا۔

سوئم۔ اگر بالفرض میں کسی ایسی بات کا بھی ذکر کرتا جو کہ آپ کے خیالات کے مخالف ہے (اگرچہ نوبت نہیں آئی اور نہ میرا ارادہ تھا کہ کرتا) تو آپ کو چاہیئے تھا۔ کہ آپ اُسے غور سے سنتے۔ اور اسپر توجہ کرتے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ لوگ ڈرتے ہیں۔ اور خوف کہاتے ہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ کی تقریر میں ایسی تاثیر ہے جو لوگوں کو حق کیطرف کھینچکر لاتی ہے۔ اسی طرح عرب کے لوگ ابتدا میں عوام کو مسلمانوں سے ملنے نہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی اُن سے ملیگا۔ اس پر جادو ہو جائیگا۔ اور وہ مسلمان ہو جائیگا برخلاف اس کے ان پاکوں کے سردار اور نبیوں کے سرور کے اخلاق کو دیکھو کہ جب نجران کے عیسائی آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو اتوار کے دن اپنی مسجد میں گرجا کرلینے کی اجازت دی سبحان اللہ کیا تو وہ وقت تھا کہ عیسائی مسجد میں گرجا کرے۔ تو مسجد کا کچھ نہ بگڑتا تھا اور اب اسلام پر وہ کمزوری کا وقت ہے کہ ایک احمدی کا وعظ بھی مسلمانوں کو گوارا نہیں کہ اس میں ہوسکے۔ گویا کہ انکا اسلام ہندوؤں کے مذہب کیطرح ایک کچّا تاگہ ہے جو ذرا چھوت کے ساتھ ٹوٹ جاتا ہے آہ! ایک وہ زمانہ تھا کہ دنیا میں اسلام پھیلانے کے واسطے صحابہ رضو نے اپنے خون پانی کیطرح بہا دیئے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ مساجد میں سے ذکر الٰہی کو روکنے کیواسطے خون پسینہ ایک کیا جاتا ہے۔ اور جس شخص کو یہ لوگ کافر قرار دیتے ہیں اسے مسجد کے اندر کلمہ پڑھنے سے بھی روکتے ہیں۔ اگر ہم لوگ آپ کے نزدیک ایسے ہی بُرے ہیں تو آپ کو خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کہ ہم مسجد میں داخل ہوکر کلمہ شہادت پڑھنے کو طیار ہوگئے ہیں۔ اس میں ناراضگی کی کیا بات تھی مگر ضرور تھا۔ کہ ایسا ہوتا کہ وہ بات پوری ہو جو پہلے بزرگان دین کہہ گئے ہیں کہ مہدی کے وقت مسجدوں سے لوگوں کو روکا جاوے گا۔

میرے بھائیو! آپ اپنے حال پر پھر غور فرمادیں۔ میں نے روز روز منصوری نہیں جانا۔ اور نہ مجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ میں آپ کی مساجد میں وعظ کروں۔ میرے ہاتھ میں تو خدا تعالیٰ نے وعظ کا ایک ایسا ہتھیار دیا ہے کہ میں ہر ہفتہ کئی ہزار آدمیوں کو اپنا وعظ تحریری بھیجدیتا ہوں جس میں آپ کے ممبر بھی شامل ہیں۔ ہدایت تو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے نہ ہونی تھی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو جہل کو بھی نہ ہوئی باوجودیکہ اسقدر کوشش کی گئی ...... خدا جس کو چاہتا ہے نیک باتیں اس کے دل میں ڈالدیتا ہے۔ ہمارا کام سمجھانا اور بتانا ہے سو وہ ہم کر رہے ہیں۔ مسجد کے لوگ نہ سنیں گے تو مندر والوں کو جاکر سنائیں گے۔ مولوی لوگ خفا ہوں گے تو پادریوں کو جاکر تبلیغ کریں گے۔ اگر ہمارا کام راستی پر مبنی ہے اور خدا تعالےٰ اس میں راضی ہے تو وہ خود بخود پھیلے گا اور بڑھے گا۔ ورنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جو اس قدر عداوت ہوئی تھی تیرہ سال تک آپ کو مسجد سے برابر روکا جاتا تھا۔ بلکہ بارہا ایذا دیکر مسجد سے نکال دیا تھا۔ اور دشمنی ایسی بڑھی تھی کہ آپ کو شہر سے ہجرت کرنی پڑی مگر آخر آپ کی جیت ہوئی اور وہ مسجد آپ کی ہوگئی۔ تو بتایئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا نقصان ہوا۔ ~~ع~~

+ جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے +

میں تو حیران ہوں۔ کہ وہ کونسی بات ہے جس نے

آپ لوگوں کو ہم پر ایسا ناراض کر دیا ہے۔ اگر ہم وفات مسیح کے قایل ہیں۔ تو کیا مسیح کی حیات کو ماننا شرایط ایمان میں داخل ہے کیا وہ لوگ جو ہندو سے مسلمان ہوتے ہیں۔ ان سے کلمہ طیبہ کے ساتھ یہ بھی کہلایا جاتا ہے کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے کیا پہلی تفاسیر میں بھی حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر نہیں ہے۔ کیا بخاری شریف میں متوفیک کے معنے ممیتک نہیں لکھے۔ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ممبر پر کھڑے ہو کر نہ فرمایا تھا۔ کہ جیسا سب نبی پہلے مر گئے ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے ہیں۔ پھر بتاؤ ہمنے کونسی نئی بات کی ہے۔ جس سے آپ صاحبان برافروختہ ہو گئے کیا آپ ہم پر اس واسطے ناراض ہیں کہ ہم نے مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح و مہدی مان لیا ہے سو میرے بھائیو! سنو اور پھر غور سے سنو!! کہ مرزا صاحب کوئی ہمارے رشتہ دار نہیں تھے ہم نے حدیث میں پڑھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئیگا ہم نے قرآن و حدیث میں مسیح و مہدی کے جو نشان لکھے تھے وہ پورے ہوتے ہوئے دیکھہ لئے۔ طاعون پڑی۔ ریل جاری ہوی۔ اونٹ بیکار ہوئے زلازل آگئے۔ حج میں رکاوٹ ہوئی۔ ادہر اودہر سے آدمیوں کا میل جول بکثرت ہوا۔ دریا چیرے گئے رمضان شریف میں کسوف خسوف ہوا۔ سب نشان پورے ہوئے۔ خود مرزا صاحب نے پیشگوئیاں کی تھیں۔ وہ پوری ہوئیں۔ اس نے ہم کو تقویٰ سکھلایا خدا کی عبادت میں لگایا۔ ہماری روحوں میں نیکی کی قوت پیدا کی اس جیسا کوئی قرآن شریف کے حقایق و معارف بتلانیوالا نہ ملا۔ اگر یہ شخص مہدی مسیح نہیں تو صدی کا سرا تو گذر چکا ہے۔ تم کوئی اور مدعی دکھاؤ۔ جو اس سے بہتر ہو۔ ہم اس پر غور کرنے کے واسطے طیار رہیں۔ ورنہ خدا کے کلام اور نبی کی حدیث کی متابعت سے ہم کو نہ روکو۔ اور ناحق ہمیں دکھہ نہ دو۔ خدا سے خوف کھاؤ۔

اپنے اعمال کو درست کرو۔ پرہیزگاری کی راہ پر چلو تا کہ خدا تم سے پیار کرے اور تم کو ہدایت کی راہ دکھائے۔ ہم تو باوجود تمہاری اس ایذادہی کے تمہارے حق میں کوئی کلمہ سخت نہیں بولتے۔ کیونکہ باوجود ان باتوں کے ہم جانتے ہیں کہ آخر آپ بھی ہمارے نبی کے ہی کہلاتے ہیں ؎

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حب پیمبرم

آپکا خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ از قادیان

ذرا غور فرماویں کہ ان میں کونسی بری بات ہے جس کی وجہ سے تم ہمارے مخالف ہوتے

سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونیکے شرائط

اوّل۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کیوقت انکا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے

سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائے گا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی خواہشوں اور جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ اور ہر حالت میں راضی بہ قضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھہ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیرے گا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔

ششم۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

ہشتم۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہونچائیگا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قایم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔ فقط

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دلمیں اٹھتا ہے مرے سو سو ابال
مومنوں پر کفر کا کرنا گمان
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشان
ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین